عُلمائے بریلی کے اختلاف کی مستند تاریخ

عُلمائے بریلی کے ستّر سالہ کارناموں کی رُوئیداد

عُلمائے دیوبند کے عقائد کی مکمل دستاویز

عُلمائے حرمین شریفین کی تصدیقات

تالیف

مولانا محمد عبد الرحمٰن صاحب مظاہری

استاذ حدیث و تفسیر [illegible] حیدرآباد

خلیفہ مجاز حضرت محی السنۃ مولانا الشاہ ابرار الحق صاحب [illegible]

ناشر

ربانی بک ڈپو

کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

فلنتبين الرشد من الغي الآية

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان

حیات اور کارنامے

عُلمائے بریلی کے اختلاف کی مُستند تاریخ
عُلمائے بریلی کے ستّر سالہ کارناموں کی رُوئیداد
عُلمائے دیوبند کے عقائد کی مکمّل دستاویز
عُلمائے حرمین شریفین کی تصدیقات

تالیف
مولانا محمّد عبد الرحمٰن صاحب مظاہری
استاذ حدیث و تفسیر و ناظم (اوّل) مجلس علمیہ حیدرآباد
خلیفہ مجاز حضرت محی السنّہ مولانا الشاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

ناشر
Phone.: 23220118 Mob.: 9811504821

نام کتاب :۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان حیات اور کارنامے
نام مؤلف :۔ مولانا محمد عبد الرحمٰن صاحب مظاہری
نظرِ ثانی :۔ محمد سعید الرحمٰن صاحب قاسمی
کتابت :۔ کاتب محمد رشیح بن محبوب الرحمٰن قاسمی بجنوری
طباعت :۔ شعیب آفسیٹ پرنٹرس، لال کنواں دہلی
اہتمام :۔ (حافظ) فیض الرحمٰن ربانی
معاون :۔ (حافظ) ذکر الرحمٰن و عبد الدیان
سن اشاعت :۔ اگست ۲۰۰۶ء
تعداد :۔ ایک ہزار
قیمت :۔ ۴۰/-

ناشر

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی۲

Phone.: 23220118 Mob.: 9811504821

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

تمہیدی باتیں

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ پر ربع صدی بھی گزرنے نہ پائی اہل ہوا وہوس کے مقاصد نے طبقاتی وگروہی شکلیں اختیار کر لیں، اور نصف صدی تک بڑے بڑے فرقے وجود میں آگئے۔

شیعہ، خوارج، قدریہ، جبریہ، معتزلہ وغیرہ اپنے اپنے مخصوص عقائد ونظریات کی وجہ سے اسلام کے سوادِ اعظم (طبقہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین) سے کٹ گئے اور اپنی اپنی مستقل حیثیت قرار دے لی۔ ضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا (خود گمراہ ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کیا) ان میں سب سے پہلے اور سب سے بڑا فرقہ شیعہ، اثنا عشریہ، امامیہ کا وجود میں آیا۔ پھر ان میں اور اسلام کے سوادِ اعظم میں بحث ومناظرے کا طویل سلسلہ جاری ہو گیا۔

بحث یہاں ایسے مذاہب وفرقوں کے حق وباطل کی نہیں اور نہ انکی تفصیلات میں جانا ہے لیکن یہ ایک کھلی حقیقت (قدرِ مشترک) ہے کہ جو فرقہ بھی اسلام میں پیدا ہوا اسکی کچھ نہ کچھ اعتقادی ونظریاتی بنیاد ضرور تھی جسکا ماخذ ہر فرقہ بزعم خود کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قرار دیتا تھا۔

لیکن امت کا سوادِ اعظم (صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین

وائمہ مجتہدین) بہر حال ایسے تمام فرقوں سے علیحدہ رہا اور ان سے سخت اختلاف کیا اور ان کو گمراہ و باطل قرار دیا۔

اسکے بعد پوری ملّتِ اسلامیہ بلحاظ عقائد و اعمال دو طبقوں میں منقسم ہوگئی۔

اہلِ سُنّت والجماعۃ۔ غیر اہلِ سنّت والجماعۃ۔

اور آج تک یہ سلسلہ باقی ہے۔ آخر کار اسلام کی سچی و حقیقی صورت اہلِ سنّت والجماعۃ ہی قرار پائی۔

اہلِ سُنّت والجماعۃ میں اگرچہ جزئی اختلافات ضرور ہیں جو صرف نظریاتی واجتہادی کہلاتے ہیں، لیکن بنیاد واصول ایک ہی ہیں۔ باوجود ان جزئی اختلافات کے وہ اہلِ سُنّت والجماعت ہی قرار پائے جس کی نظیر ائمہ اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کی فقہ سے دی جاسکتی ہے ان مسالک میں مسائل کا اختلاف موجود ہے لیکن یہ اختلاف نہ باہمی ٹکراؤ اور رسّہ کشی کا باعث بنا اور نہ تکفیر و تضلیل کا سبب اور نہ ہی عقائد اسلامی میں اختلاف پیدا ہوا۔

لیکن یا للعجب:۔ رضاخانی بریلوی اختلاف نہایت عجیب و غریب قسم کا ہے جسکی بنیاد بظاہر نہ کسی علیحدہ عقیدہ پر ہے اور نہ علیحدہ مسلک پر، جہاں تک اصول دین کا تعلق ہے ان کا دعویٰ ہے کہ وہ اہلِ سنت والجماعت سے وابستہ اور فروعات میں مسلکِ حنفی کے پیرو ہیں۔ سلاسل اربعہ میں منسلک منصبِ ارشاد و تلقین میں ان کی خانقاہیں موجود ہیں۔ پیری و مریدی کا سلسلہ ان کے ہاں بھی جاری ہے اور اہلِ سُنّت والجماعۃ کے ہاں بھی اور لطف یہ کہ سلسلۂ سلوک (تصوّف) میں ساری کڑیاں ایک جگہ مل بھی جاتی ہیں اسکے باوجود علماء بریلی اہلِ سنّت والجماعت سے بہت دُور ہوجاتے ہیں۔ اِنَّ ھٰذا

لشئی عجاب۔ شاید بعض حضرات ناواقفیت کی وجہ سے یہ خیال کرتے ہوں کہ مروجہ میلاد شریف، عرس شریف، قیام شریف، قوالی شریف، فاتحہ شریف، نذر ونیاز شریف، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ وغیرہ کے بدعت یا غیر بدعت ہونے میں دیوبندی اور بریلوی علماء میں جو اختلاف ہے وہی اسکی بنیاد ہوگی؟ لیکن ایسا سمجھنا درست نہیں کیونکہ ان مسائل میں اختلاف کا تذکرہ اس وقت سے چلا آرہا ہے جبکہ بریلویت، رضاخانیت کا لفظ کسی خاص مسلک کا نہ ترجمان بنا تھا نہ عام لوگ ان ناموں سے آشنا تھے۔ یقیناً دیوبند ایک قدیم تاریخی قصبہ کا نام ہے جیسا کہ بریلی ہندوستان کا ایک مستقل ضلع ہے۔ اسکو مسلک و مذہبیت سے کوئی تعلق نہیں۔

لہٰذا اس قسم کے مسائل کو بریلی مسلک یا رضاخانیت کی بنیاد نہیں کہا جاسکتا۔

شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی کی کتاب (مائۃ مسائل) میں مندرجہ بالا مسائل کی تفصیل موجود ہے۔ جو رضاخانی مسلک کی پیدائش سے بہت پہلے کی تصنیف ہے۔

علاوہ ازیں ان مسائل کی حیثیت اہل سنت والجماعت کے کسی بھی فریق کے ہاں ایسی نہیں کہ ان کے تسلیم کرنے یا نہ کرنے کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر یا اسلام سے خارج کہا جاسکے؟

یہی وجہ ہے کہ ان مسائل یا ان جیسے دیگر مسائل میں علماء رضاخانی کے مسلک ومشرب سے ہٹکر بہت سے علمی حلقے ایسے بھی ہیں جنکی تحقیق ورائے علماء دیوبند کی تحقیق ورائے سے مختلف ہے مگر اس کے باوجود ان میں کوئی بھی دوسرے کی تکفیر یا تفسیق نہیں کرتا بلکہ باہمی عقیدت اور احترام کے تعلقات قائم ہیں۔

مثال کے طور پر علماء اہل حدیث، علماء فرنگی محل، علماء ندوہ، علماء

دار المصنفین اعظم گڑھ یا اس قسم کے کئی ایک اسلامی حلقے، علمی سلسلے اور خانوادۂ مشہورہ کا نام لیا جاسکتا ہے کہ ان حضرات کی نظر و فکر علماء دیوبند کی نظر و فکر سے کچھ مختلف ہے لیکن جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ ان میں کبھی تکفیری جذبہ کار فرما رہا۔

نہ باہمی احترام و عقیدت میں فرق آیا اور آج بھی یہی صورت حال ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس اختلاف کو رائے و فکر کا اختلاف کہا جاسکتا ہے جو کبھی بھی فرقہ بندی کا باعث نہیں بنا۔

الغرض فاتحہ نذر و نیاز وغیرہ کے اختلاف کو بریلوی و دیوبندی اختلاف سمجھنا صحیح نہیں۔

حکومت برطانیہ کے ریکارڈ اور دیگر نقایل جو انڈیا آفس لندن میں موجود ہے اس سے اور دیگر مستند و معتبر تاریخی حوالوں اور شواہد سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور حقائق و واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے انگریزوں کے اشارہ اور ایماء پر علمائے دیوبند اور تمام اہل حق کو کافر و مرتد قرار دیا۔ چنانچہ کہنے والے نے بجا طور پر کہا ہے کہ ؎

دو کس بنام احمد گمراہ کنند جہاں را

مرزا غلام احمد، احمد رضا بریلی

پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو یہ حکم سنایا کہ جو کوئی بھی علماء دیوبند کا فر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

یہاں اس بیان کی تصدیق خان صاحب موصوف کی کتاب "المعتمد المستند" میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جو حلقہ بریلی میں نہایت معتمد و مقدس کتاب سمجھی جاتی ہے۔

ایسا کیوں کیا گیا؟ اس کے کیا اسباب تھے؟ اور کس طرح انگریزوں

نے اسلام کے خلاف سازش کے لئے خان صاحب کو استعمال کیا یہ ایک مستقل تاریخ ہے[1] جس پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں یہاں اسکی تفصیل بیان کرنی نہیں ہے اور نہ اس مختصر کتابچہ میں اس کی گنجائش ہے تاہم مختصراً بریلویت کا تعارف پیش کیا جارہا ہے تاکہ اس فتنے کی سنگینی پر آپ سنجیدگی سے غور کریں۔ ۱۸۵۷ء میں جب ہندوستان پر انگریزوں کا پورا تسلط و اقتدار قائم ہوگیا اور لارڈ ڈینگلس گورنر نے اپنی مشہور تاریخی تقریر میں یہ اعلان کیا تھا کہ:

خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ملک ہندوستان انگلستان کے زیر نگین ہوگیا تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح و کامیابی کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے اب ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت ہندوستانی کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان مقدس کام کی تکمیل میں صرف کرنا چاہیئے اور اس میں کسی قسم کی سستی یا غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔ (رسالہ حکومت خود اختیاری)

ایسے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم عادت (سنۃ اللہ) کے مطابق عین وقت پر اپنے فضل خاص سے ہندوستان کے مشہور علمی خاندان (یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) انکے اہل خاندان و متوسلین کو اس کار خاص اور اہم خدمت کے لئے منتخب کیا اور ان کے ذریعہ دشمنانِ اسلام کے منصوبوں

[1] خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہندوستان کی تحریک آزادی میں سب سے بڑا حصہ علماء دیوبند کا تھا انگریز ان حضرات کی جدو جہد، ایثار و قربانی سے پریشان تھے اور یہ حضرات انگریزوں کیلئے سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہورہے تھے علماء دیوبند کی اس تحریک میں ملک کے دیگر اقوام ہندو، سکھ اور پست اقوام بھی شریک تھے۔ انگریزوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کیلئے مولوی احمد رضا خان کا سہارا لیا۔ خان صاحب نے سنّی، وہابی تحریک چلائی پھر انھوں نے وہ کارنامے انجام دیئے جس کی تفصیل اس رسالہ میں آپ مطالعہ کریں گے۔

کو خاک آلود کر دیا چنانچہ اس خاندان کے علماء اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس عزم و ارادے کے ساتھ کہ ایک طرف انگریزی حکومت کا مقابلہ کیا جائے اور اس کی طاقت کو پاش پاش کر کے اپنا ملک آزاد کرا لیا جائے تو دوسری طرف دینی و مذہبی تعلیم، دعوت و تبلیغ، تصنیف و تالیف کے ذریعہ عیسائیت اور ہر طرح کی بے دینی کا مقابلہ کر کے اسلام کو غالب نمایاں دکھایا جائے۔

اِس طرح اس ہمہ گیر انقلاب کو برپا کرنے کیلئے علماء حق اور مجاہدینِ اسلام کے دو طبقہ ہو گئے۔

پہلا طبقہ:۔ ایک طبقہ مجاہدین کا تھا جنھوں نے ہندوستان میں پہلی بار جہاد فی سبیل اللہ کی سُنّت کو جاری کیا اور ملک میں تحریکِ جہاد کو عام کیا ان میں سرِ فہرست حضرت سید احمد شہیدؒ، مولانا اسمٰعیل شہیدؒ، مولانا ولایت علیؒ، مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ، مولانا کرامت علی جونپوریؒ، مولانا عبد الحیؒ کی خدمات اور کارنامے فراموش نہیں کئے جا سکتے۔ اس طبقہ مجاہدین نے انگریزوں اور سِکھوں کے خلاف ہندوستان میں پہلی بار منظم طور پر جہاد کیا اور کئی معرکے سَر کئے۔ اس کی مکمّل تفصیل مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی مشہور زمانہ کتاب "سیرت سیّد احمد شہیدؒ" میں دیکھی جا سکتی ہے جو آزادیٔ ہند کی مستند تاریخ ہے۔

دوسرا طبقہ:۔ معلّمین و مبلّغین حضرات کا تھا جو خاندانِ ولی اللّٰہی کے عظیم المرتبت صاحبزادے حضرت شاہ عبد العزیز محدّثؒ کے مشہور زمانہ شاگردوں میں مولانا قطب الدّین محدثؒ، مولانا رشید الدّین محدّثؒ، مولانا شاہ عبد الغنی محدّثؒ، مولانا شاہ محمد اسحاق محدّثؒ پھر ان کے شاگردوں میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (بانی دار العلوم دیوبند) مولانا رشید احمد گنگوہی محدثؒ، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ (بانی مدرسہ صولتیہ مکۃ المکرّمہ) مولانا فضل امام صاحبؒ

مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی اور علماء فرنگی محل کے اسماء گرامی یاد رکھے جائیں گے

ان علماء نے دہلی، دیوبند، سہارنپور، مرادآباد، لکھنؤ، اعظم گڑھ، یوپی کے دیگر اضلاع و قصبات میں دینی و مذہبی تعلیم کا جال بچھا دیا اور اتنی کثرت سے مدارس قائم کئے کہ اضلاع و قصبات کے علاوہ چھوٹے چھوٹے دیہات میں بھی مدارس دینیہ قائم ہو گئے پھر ایک ساتھ ہی چند ایک قومی مسلم رہنماؤں نے مسلمانوں کی معاش و خوشحالی کیلئے علی گڑھ، اٹاوہ، لاہور، کلکتہ، دہلی اور دیگر بہت شہروں میں اسکولس و کالجس و صنعتی ادارے قائم کئے۔

ان میں سر فہرست سرسید احمد خاں، ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خاں قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک طرف تو سیکڑوں بلکہ ہزاروں علماء دین پیدا ہوئے تو دوسری طرف سیاسی لحاظ سے ہندوستان کی جنگ آزادی میں حصہ لینے والے سپاہی اور مرد میدان بھی کافی تعداد میں مل گئے۔

یہ صورت حال انگریزی حکومت کے لئے خطرے کی گھنٹی ثابت ہوئی اور اس نے وہ سب مذموم حربے استعمال کئے جو کسی بھی مضبوط تحریک کو کچلنے کیلئے کئے جاتے ہیں۔

ان حربوں میں ایک قوی اور پوشیدہ حربہ یہ استعمال کیا جانے لگا کہ مسلمانوں میں تفریق و اختلاف پیدا کر دیا جائے تاکہ ان علماء کی منظم و مضبوط تحریک انتشار کا باعث ہو جائے اس کے لئے چند ایمان فروش و دنیادار مسلمانوں کی خدمات حاصل کی گئیں، جو ہر زمانے میں اہل اقتدار کو میسر ہوا کرتی ہیں۔

انہی ایام حجاز مقدس میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کی اصلاحی تحریک

عروج پر تھی، اس تحریک کو وہّابی تحریک کا نام دیا گیا اور اسکو ہندوستان درآمد کیا گیا، علماء دیوبند کے پورے طبقے کو اس بیرونی تحریک سے وابستہ کیا جانے لگا اور وہابیّت کا الزام لگاکر انھیں بھی وہّابی مشہور کیا گیا، یہ ایک ایسی چال تھی کہ عام بے علم مسلمان اس فریب میں آگئے اور انھوں نے علماء دیوبند کو وہّابی، بدعقیدہ، گستاخِ رسول (نعوذ باللہ منہ) جیسے گھناؤنے عقیدوں کی جماعت سمجھا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اِبْلِیْسَ وَجُنُوْدِہٖ۔

تکفیری مہم:۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تکفیری مہم (مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی تحریک) وسیع پیمانے پر جوش خروش سے اس وقت شروع ہوئی جبکہ ۱۳۱۱ھ م ۱۸۹۳ء کے ایک خصوصی اجتماع میں جس کے داعی و محرّک مولانا محمد علی مونگیریؒ (بانی مدرسہ ندوۃ العلماء لکھنؤ انڈیا) تھے اور جس میں ہندوستان بھر کے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور مشاہیرِ ملّت اسلامی شریک تھے۔ اس اجتماع میں مولوی احمد رضا خان بھی مع اپنے خاص رفقاء شریک تھے اس اجتماع میں "ندوۃ العلماء ہند" کے نام سے ایک وسیع المقاصد انجمن کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔

غالباً ہندوستان میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی وسیع تنظیم تھی جس میں علماء و مشائخ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا ہو۔ اس انجمن کے اہم مقاصد میں دینی مدارس کا قیام اور اس کی تنظیم جدید اور ان کو عصر حاضر کی ضروریات کے مطابق زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی جدّوجہد شامل تھی۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے انجمن کے چند امور سے اختلاف کیا اور پھر ناراض ہوکر اپنے رفقاء کے ساتھ جلسہ کے اختتام سے پہلے ہی نکل گئے

اور عملاً اس کا بائیکاٹ کیا۔

باہر ہو کر انھوں نے ندوۃ العلماء کے خلاف طوفانی اشتہار بازی شروع کر دی۔ اور اپنی حیات کے آخری لمحوں تک ندوہ اور اسمیں شریک تمام دینی و سیاسی و سماجی جماعتوں اور اداروں کی مخالفت کو اپنی زندگی کا مقدس مشغلہ قرار دے لیا، خان صاحب کے ایک جانثار خلیفہ محمود جان کاٹھیاواڑی نے احمد رضا خان کی ایک منظوم سوانح حیات "ذکر رضا" کے نام سے شائع کی ہے اس میں خان صاحب کے سب سے بڑے اور درخشاں کارنامے کی حیثیت سے اسکا ذکر کیا ہے کہ:

> اعلیٰ حضرت (احمد رضا خان) نے ندوہ اور ندوہ والوں کے رد میں بے گنتی اشتہارات کے علاوہ سو کے قریب رسالے لکھے اور ندوہ کا نام و نشان مٹا دیا۔[1]
>
> (ذکر رضا صفحہ ١١)

ان تمام رسائل میں ندوہ اور ندوہ والوں کے کفر و بے دینی کی سب سے بڑی دلیل یہ دی گئی کہ اہل ندوہ نے وہابیوں (اہل حجاز کے علماء) اور غیر مقلدوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا ہے جو مولانا اسمٰعیل شہید کو اپنا بڑا اور پیشوا مانتے ہیں اور (مولانا) اسمٰعیل شہید" ستر وجہ یا اس سے زیادہ وجوہ کی بناء پر کافر ہے۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

(سل السیوف الہندیہ، الکوکبۃ الشہابیہ، مؤلفہ احمد رضا خان)

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ندوۃ العلماء کے خلاف یہ تکفیری مہم

[1] لیکن واقعہ یہ ہے کہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج ١٩٨٢ء میں ندوۃ العلماء صرف ہند و پاک نہیں عالم اسلام کی عظیم الشان جدید عربی اسلامی یونیورسٹی ہے جس کا شہرہ حجاز مقدس کے علاوہ مشرق وسطیٰ کے تمام اسلامی و عربی ممالک مصر، شام، یمن، عراق، ایران، لیبیا، اردن، افریقی ممالک حتٰی کہ امریکی و یورو پی ممالک میں یکساں پایا جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

سنہ ۱۳۱۱ھ م ۱۸۹۳ء سے چلانی شروع کی اور پھر برسوں یہ ناپاک کام جاری رکھا۔

احمد رضا خان کا درخشاں کارنامہ

گزشتہ صفحات میں یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزی حکومت کے خلاف علماء دیوبند وندوہ وغیرہم نے جو مہم شروع کی تھی اور اس کیلئے ہندوستان میں پہلی مرتبہ جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ انجام دیا تھا ان میں سر فہرست (۱) مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) (۲) مولانا رشید احمد صاحب محدث۔ (۳) مولانا حافظ محمد ضامن صاحب شہید، (۴) مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، (۵) مولانا محمد مظہر نانوتوی بانی جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سر فہرست ہیں۔ انہی حضرات کی قیادت میں یہ کام جاری ہوا۔

اس عظیم فریضہ کا نقطہ آغاز وانتہاء قصبہ شاملی ضلع مظفر نگر یوپی تھا (یہی قصبہ راقم الحروف کی ابتدائی درسگاہ ہے) انگریزی حکومت کے خلاف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں قصبہ شاملی کے محاذ پر بعض زر خرید نوابوں کی تائید اور غداری سے انگریزوں کو کامیابی ہوئی اور ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط قائم ہوگیا۔ اس المناک سانحہ کے بعد شمالی ہند کے علماء کی بے دریغ گرفتاریاں اور قتل وغارت گری کا بازار گرم رہا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ چالیس ہزار سے زائد علماء کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا اور ویسے بے علم واطلاع سینکڑوں علماء کو آہنی سلاخوں کے شکنجوں میں کس بھی دیا تھا۔ انگریزوں کی اس بربریت نے ہلاکو وچنگیزی غارتگری کو بھی مات کردیا تھا۔ خذلہم اللہ الیٰ یوم القیامۃ۔

تحریک شاملی کی ناکامی کے بعد علماء دیوبند رحمہم اللہ کے ذہن و فکر نے نئی کروٹ لی، ہندوستان کا اقتدار تو انگریزوں کے ہاتھ آگیا، مسلمانوں کے دین وایمان کی بقا وسلامتی کے لئے غور وفکر کرنا شروع کیا، آخر علماء دیوبند کے ایک بڑے حلقہ نے اسلام اور مسلمانوں کی دینی واسلامی تشخص وبقاء کے لئے مدارس وخانقاہوں کے قیام کو ضروری سمجھا، یہ اُس وقت کی اہم ترین اور الہامی فکر تھی جو سارے علماء ہند کے قلوب وذہن کی آواز ثابت ہوئی۔

اس منصوبے کے تحت ان حضرات نے سب سے پہلے ضلع سہارنپور (ہند) کے معروف قصبہ دیوبند میں ۱۲۸۳ھ م ۱۸۶۷ء جنگ آزادی کے ٹھیک دس سال بعد ایک دینی مدرسہ (دار العلوم دیوبند) کے نام سے قائم کیا۔

اس کے چند ماہ بعد ہی خود ضلع سہارنپور یوپی میں "مدرسہ مظاہر علوم" کے نام سے دوسری درسگاہ قائم کی گئی، جو آج برّاعظم ایشیا کی عظیم دینی درسگاہوں میں شامل ہے۔ اللّٰھم متعنا بطول بقائہا۔

پھر اس کے بعد لکھنؤ، دہلی، مرادآباد، اعظم گڑھ ودیگر اضلاع میں مدارس کا جال بچھا دیا گیا جو تھوڑے سے عرصے میں یہ اسلام کے دینی قلعے اور شریعت اسلامی کی مضبوط چھاؤنیاں قرار پائیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ان مدارس وجامعات سے سینکڑوں باعظمت محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین مناظر، مبلغ، استاذ وواعظ پیدا ہوئے جن پر ہندوستان ہی نہیں عالم اسلام کو فخر ہے۔ اور یہ سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

ان مدارس میں دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور اور اس کے اکابر کو جو علم وحکمت کے لحاظ سے ایک خاص مرجعیت ومرکزیت حاصل ہوئی۔ وہ غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں کا علمی قبلہ وکعبہ قرار پایا۔ فللّٰہ الحمد والمنۃ۔

ٹھیک ایسے وقت مولوی احمد رضا خان بریلوی جو تقریباً دس سال سے ندوۃ العلماء کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور بزعم خود تخریب ندوہ کی مہم سر کر چکے تھے اپنی نظرِ عنایت علماء دیوبند کی طرف پھیر دی۔ ۱۳۲۰ھ م ۱۹۰۲ء میں اپنی ایک کتاب "المعتمد المستند" شائع کی جس میں پہلی دفعہ علماء دیوبند کی تکفیر کی اور لکھا کہ یہ ایسے کافر ہیں کہ جو کوئی ان کے کفر میں شک وشبہ کرے وہ بھی قطعی کافر و جہنمی ہے۔ چونکہ یہ کتاب عربی زبان میں تھی اس لئے اِسکا اتنا چرچہ نہ ہوسکا اور نہ ہی علماء دیوبند نے اسکو اہمیت دی کیونکہ یہ حضرات جانتے تھے کہ خان صاحب بریلوی کی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ الزام تراشی بدگمانی، اشتہار بازی قرار پاچکا ہے ابھی ابھی ماضی قریب میں موصوف بزعم خود تخریب ندوہ کی مہم سر کر چکے تھے۔ تاہم خان صاحب کی جانب سے پروپیگنڈہ، الزام تراشی کا دریا بہایا جا رہا تھا۔ خان صاحب کی اس چیخ پکار سے سادہ لوح مسلمان متاثر ہونے لگے۔ تب بعض علماء نے اِن الزام تراشیوں کا جواب دینا شروع کیا اور وعظ و تقاریر میں بھی علی الاعلان کیا جانے لگا کہ خان صاحب بریلوی کا ہم پر بہتان وافتراء وکذب بیانی ہے۔ ہمارے عقیدے ہرگز ایسے نہیں ہیں ہمارے تو کیا ہوتے کسی اَن پڑھ مسلمان کے عقیدے بھی ایسے نہیں ہوسکتے۔ ہم خود ایسے مشرکانہ عقیدے رکھنے والوں کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں چہ جائیکہ ہم ایسے ہوں۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْم۔

ان علماء بریلوی خاص کر احمد رضا خان بریلوی کا یہ بغض وعناد و قلبی بُخار ہے جو انھیں چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ خان صاحب نے ہماری جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے ان میں نہ ایسا مضمون ہے اور نہ یہ ناپاک مفہوم

ادا کیا گیا ہے۔

لیکن اُدھر سے برابر یہ سعی جاری رہی کہ اُن عبارتوں کے معنی و مطلب کو ایسا پُر فریب رنگ دیا جائے جو تکفیر کا باعث بنے۔ اور یہ عجائب زمانہ سے ہے کہ آج تک یہ سعی جاری ہے اِن کے چیلے چپاٹے آج بھی اسی ناپاک مہم میں مشغول ہیں۔

حالانکہ اس لایعنی بحث کا خاتمہ آج سے ستّر سال پہلے ہی ہو جانا چاہیئے تھا جبکہ علماء دیوبند نے پوری ذمّہ داری کے ساتھ اُن الزامات کا جواب تحریراً و تقریراً بارہا دے دیا تھا۔

اللہ کا شکر و احسان ہے کہ خان صاحب بریلوی کی یہ ناپاک تحریک سنجیدہ اہل علم و فکر مسلمانوں میں کیا پھلتی پھولتی عام مسلمانوں میں بھی کامیاب نہ ہو سکی مسلمانوں کا بڑا طبقہ ان کی اس تحریک سے سخت متنفر ہو گیا عام رسائل و اخبارات میں اس کی مذمت کی جانے لگی۔

الغرض جب احمد رضا خان صاحب نے اپنی کتاب "المعتمد المستند" کو کارگر ہوتے نہ دیکھا ۱۳۲۳ھ م ۱۹۰۵ء میں ایک منظم فتویٰ مُرتب کیا جس میں عُلمائے دیوبند کی بعض کتابوں کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر وہ مواد جمع کیا جو کُفر کیلیے ضروری ہوا کرتا ہے، پھر اس مواد کو لیکر حجاز مقدّس کا سفر کیا۔ مکۃُ المکرمہ و مدینۃُ المنورہ کے علماء کرام و مفتیانِ عظام کی خدمت میں نہایت دردمندی و بیقراری کے انداز میں اس طرح فریاد کی۔

خان صاحب بریلوی کا یا وَیلا وا وَیلا

ہندوستان میں اسلام پر سخت وقت آگیا ہے، ایسے ایسے بُرے عقائد کے علماء پیدا ہو گئے ہیں اور عام مسلمانوں پر ان کا اثر پڑ رہا ہے

ہم علماء اس فتنے کی روک تھام کر رہے ہیں، مگر اس سخت مہم میں آپ حضرات کی مدد درکار ہے۔

آپ حضرات اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک شہر (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان آپ حضرات پر پورا پورا اعتماد رکھتے ہیں۔ اگر آپ حضرات ان کے کفریات و بداعتقادیات کی بنا پر جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہیں ہمارے اس فتوے پر دستخط فرمادیں تو اس بداعتقادی کے سیلاب کو روکا جاسکتا ہے ورنہ فتنہ اتنا شدید ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا ایمان و اسلام پر قائم رہنا دشوار ہوگیا ہے۔

(لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ)

علماء حرمین شریفین جو اصل واقعہ و سازش سے بے خبر تھے اسکے علاوہ اردو زبان سے بھی ناواقف تھے مزید برآں خان صاحب کی ظاہری شکل و صورت آہ و بکا و فریاد سے متأثر ہوئے بغیر رہ نہ سکے اور ان سب باتوں کو جو بدترین جھوٹ و فریب تھے حقیقت سمجھا اور اپنی دینی حمیّت و جوش کے ساتھ خان صاحب کے تکفیری فتویٰ پر دستخط کر دیئے۔ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم)

اس ناپاک فتویٰ میں علماء ہند کے چار عظیم الشان بزرگوں پر خان صاحب نے کفر کا فتویٰ داغا تھا۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحؒ۔
(۲) محدث عظیم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحؒ۔
(۳) شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد صاحب رحؒ، شارح ابوداؤد۔
(۴) حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحؒ۔

لیکن حرمین شریفین کے بعض محتاط علماء نے احتیاط ملحوظ رکھا اور دستخط

کرنے پر معذوری ظاہر کی۔ عَافَاهُمُ اللّٰهُ بِتَقْوَاهُمْ۔

اس دلچسپ ڈرامے کی تفصیل کتاب "اَلشِّهَابُ الثَّاقِب" (مؤلفہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ) میں پڑھی جا سکتی ہے۔

الغرض احمد رضا خان بریلوی نے حرمین شریفین کا وہ متبرک فتویٰ ہندستان لا کر اتنی کثرت سے شائع کیا کہ مشرق و مغرب تہہ و بالا ہو گئے یہی فتویٰ بعد میں حُسَامُ الحرمین کے نام سے شائع کیا گیا۔ ہزار ہا سادہ لوح مسلمان جو ان بریلوی علماء کی ناپاک مہم سے واقف نہ تھے اب علماء حرمین شریفین کے نام سے متأثر ہونے لگے اور علماء ہند ندوہ و دیوبند و سہارنپور سے بدگمان بھی۔

جس وقت یہ تکفیری فتویٰ علماء حرمین کے نام سے شائع ہوا ان تکفیری تیروں کے چار نشانوں میں سے دو بزرگ شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور محدث عظیم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ وفات پا چکے تھے۔ اور بقیہ دو حضرات بقید حیات تھے ایک مولانا خلیل احمد صاحب محدثؒ، دوسرے حکیمُ الاُمّت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔

ان دونوں بزرگوں نے خان بابا کی اس بدتمیزی کا جواب دینا ضروری سمجھا کیونکہ فتنہ شدید تر ہوتا جا رہا تھا، چنانچہ ان دونوں بزرگوں نے اپنے بیانات شائع کئے اور نہایت وضاحت و صفائی کے ساتھ ان کفریہ عقائد کی تردید کی۔ اپنی اور اپنی پوری جماعت سے اس کی برأت ظاہر کی اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنی کتاب (حسام الحرمین) میں جو جو کفریہ عقائد ہماری جانب منسوب کی ہیں وہ سراسر الزام، افتراء، بہتان، جھوٹ بدترین جھوٹ، مکر و فریب ہے۔ انھوں نے اپنے قلبی بغض و عناد کو ٹھنڈا کرنے، ہماری کتابوں سے توڑ مروڑ کر وہ معنیٰ و مفہوم اخذ کیا ہے جو ہمارے

عقائد تو کیا ہوتے کسی ناداں مسلمان کے عقائد بھی نہیں ہو سکتے۔ ایسے کفریہ عقائد رکھنے والوں کو ہم خود بھی خارجِ اسلام قرار دیتے ہیں۔ خان صاحب بریلوی علمار حرمین شریفین کی دستخطوں سے مسلمانوں میں عام گمراہی پھیلا رہے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان خبردار ہو جائیں۔ علمار دیوبند، سہارنپور و دہلی کے اِن بزرگوں کے بیانات اس دور کے رسائل (التحابُ المدرار، قطع الوتین، بسطُ البنان) میں شائع ہوئے۔ علاوہ ازیں (الشہابُ الثاقب، تزکیۃُ الخواطر، توضیحُ البیان) مستقل رسالے لکھے گئے اور مولوی احمد رضا خان کی جعل سازی کا پردہ چاک کیا گیا۔ مذکورہ کتابیں آج بھی دستیاب ہیں۔

خان بابا کا رنگین ڈرامہ ناتمام رہ جائے گا اگر یہ خصوصی واقعہ بیان نہ کیا جائے۔

علمار حرمین کا یہ تکفیری فتویٰ جس وقت بڑی دھوم دھام سے ہندوستان میں گھمایا جا رہا تھا، صدائے بازگشت کے طور پر حرمین شریفین جا کر مدینہ طیبہ پہنچا، حرم مدنی کے جن نیک دل علمار کرام نے خان صاحب کی دھوکہ دہی میں اس تکفیری فتویٰ پر دستخط کر دیئے تھے متنبہ ہوئے پھر اصل واقعہ کی تحقیق کے لئے ضروری سمجھا کہ کیوں نہ براہ راست ان علمار ہند سے دریافت کر لیا جانا چاہیئے جن پر کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے۔ کہ آپ حضرات کے اس بارے میں حقیقی عقائد کیا ہیں؟ ہم نے تو خان صاحب کی شہادت پر دستخط کر دیئے ہیں۔

چنانچہ علمار حرمین شریفین نے چھبیس ۲۶ سوالات مرتب کئے اور راست علمار دیوبند کی خدمت میں روانہ کر کے جواب دہی کی گزارش کی۔ (آگے صفحات میں آپ اِسکا مطالعہ کریں گے)

یہ سوالات انہی مسائل پر مشتمل تھے جنکو بنیاد بنا کر خان صاحب بریلوی

نے علماء حرمین سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا تھا، جس وقت یہ چھبیس[۲۶] سوالات ہندوستان آئے اس وقت علماء دیوبند کے شیخ الشیوخ مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری (شارح ابوداؤد شریف) نے جواب لکھا اور اس پر ہندوستان کے تمام نامی گرامی علماء کرام کی تصدیقات اور دستخط لئے۔ پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ بلادِ عربیہ، مصر، شام، فلسطین، اُردن، دمشق، حلب وغیرہ کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کی خدمت میں اپنے جواب کی کاپیاں روانہ کیں اور اُن حضرات سے گزارش کی کہ ہمارے مذکورہ جوابات کے بارے میں مطلع فرمائیں کہ کیا ہمارے یہ عقائد درست و حق ہیں؟ اللہ آپ حضرات کو جزائے خیر دے۔

مختصر یہ کہ ان چاروں جوانب سے اِن سب علماء کرام کے اجمالی وتفصیلی جوابات میں متفقہ طور پر سب نے یہ لکھا کہ آپ کے لکھے ہوئے جوابات حق ودُرست ہیں یہی اہلِ سُنّت والجماعت کے عقیدے ہیں اِن میں کوئی عقیدہ بھی خلافِ سُنّت نہیں ہے یہی حق ودُرست ہیں اسکے خلاف باطل ومردود۔

متعدد علماء عربیہ نے جواب لکھنے والے (مولانا خلیل احمد صاحب محدثؒ) کی شان میں نہایت عقیدت وعظمت کا اظہار بھی کیا۔ یہ ساری تفصیل اسی زمانے میں اُردو ترجمہ کے ساتھ ایک رسالہ کی شکل میں شائع کی گئی جس کا نام (التصدیقات لِدفعِ التلبیسات) تھا (دھوکہ وفریب دفع کرنے کی شہادتیں) آج بھی رسالہ (عقائد علمائے دیوبند) کے نام سے دہلی، دیوبند، سہارنپور (یوپی) کے کتب خانوں میں مل جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ خدا ترس طالبانِ حق اور اہلِ علم وانصاف مسلمانوں کے لئے صرف یہی ایک رسالہ اس لایعنی جھوٹی مکروہ بحث کے خاتمہ کیلئے کافی تھا اور انشاء اللہ آج بھی کافی ہے۔ ——— لیکن یا حسرۃً

عَلَی الْعِبَاد ——— وقفہ وقفہ سے تحریر و تقریر، فتویٰ نویسی، اشتہار بازی کا طوفان اُٹھتا رہا اور پُرسکون فضا کو چند دنوں کیلئے مکدر کرتا رہا اور آج بھی یہی صورتِ حال پیدا کی جا رہی ہے۔

لہٰذا اتحاد بین المسلمین اور بریلویت کے موجودہ بے بنیاد و گمراہ اختلاف کے خاتمہ اور حق کے متلاشی مسلمانوں کے لئے علمائے حرمین شریفین کے اُن چھبیس ۲۶ سوالات اور علمائے دیوبند کی جانب سے اُن کے جوابات اُسی رسالے جو (عقائد علمائے دیوبند) کے لئے ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے نہایت وضاحت کے ساتھ زیر مطالعہ رسالے میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ کرے ہماری یہ سعی اہل سنّت والجماعت کے طبقوں میں اتحاد و باہمی محبّت والفت کا ذریعہ بنے اور مسلمانوں کو حق و باطل کے امتیاز کی توفیق نصیب ہو۔ آمین

یہ خوب ذہن نشین رہے کہ: بریلوی کے ان تکفیری علمبرداروں کی زد میں غیر منقسم ہندوستانیوں کی ہر چھوٹی و بڑی، علمی، دینی و تبلیغی بلکہ سیاسی و سماجی تحریکات بھی خلافِ اسلام، بدمذہب، بدعقیدہ، کفر و شرک قرار پاتی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

رضاخانی علمائے کے سیاہ کارنامے

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں لکھا جا چکا ہے، مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ۱۳۱۱ھ م ۱۸۹۳ء کانپور (انڈیا) کے اس خصوصی اجتماع میں جو (ندوۃ العلماء ہند) کے نام سے ایک وسیع المقاصد انجمن کے قیام کا فیصلہ کیا جانے والا تھا اثنائے جلسہ بائیکاٹ کر کے اختتام جلسہ سے پہلے باہر ہو گئے تھے، اسکے بعد انھوں نے (ندوہ کیخلاف) ہیجان انگیز و بازاری اشتہار بازی کا آغاز

کر دیا تھا۔

اِن کی اِس مجنونانہ تحریک کی زد میں انفرادی واجتماعی طور پر جن جن عظیم شخصیات، علمی واسلامی ادارے جات، دینی وتبلیغی تحریکات، حتیٰ کہ قومی سیاسی انجمنیں بلکہ ہر قابل ذکر ایسا کوئی ادارہ نہیں تھا جو خان بابا کے غیظ وغضب کا نشانہ بنا نہ ہو اور جس کو انھوں نے واصل جہنم نہ کیا ہو۔ خان بابا کا یہ سیاہ کارنامہ ہر دور میں دُھرایا گیا ہے۔

اگر آج اِن کے اَخلاف (چیلے چپاٹوں) کو اپنی بدزبانی وغلط بیانی پر ندامت ہوتی تو پھر ہمکو اس بوسیدہ متعفن میت کو چھیڑنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یہ رُسوائیاں ہوتیں

ناظرین کی معلومات اور خان صاحب اور اُن کی ذریت کے ایصالِ ثواب کے لئے ان حضرات کی بعض اہم کتابوں سے چند اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ اس گروہ (شِرْذِمَۃٌ قَلِیْلَۃٌ) نے اپنے ترکش سے تکفیری تیر کس غیظ وغضب کے ساتھ بے تحاشہ برسائے ہیں کہ اِن کے اس نشانے کی زد میں غیر منقسم ہندوستان کے سبھی صاحبان علم وفضل جملہ شیوخ واساتذہ اور اہل دین و اہل سیاست سبھی آگئے ہیں جن پر ہندوستان ہی کو نہیں عالم اسلام کو بھی بجا طور پر فخر وناز ہے اور جنکی زندگی کے کارناموں نے مستقل اسلامی تاریخ سازی کا کام انجام دیا۔

ہم خان بابا اور انکی علمی ذریت کے ان سیاہ کارناموں کو "تکفیری شہ پاروں" کا نام دیتے ہیں اور اسی عنوان سے خان صاحب کے تکفیری فتویٰ نقل کر رہے ہیں۔

نقلِ کفر، کفر نہ باشد، نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَنَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

رضاخانی کے تکفیری شہ پارے

سیاہ کارنامے

ایک سفید جھوٹ:۔ بریلوی حضرات اپنے بانی مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں، اعلیٰ حضرت تکفیری مسلم میں بہت محتاط تھے اس مسئلے میں جلد بازی سے کام نہ لیتے تھے۔ یہ حسن احتیاط اللہ عزّوجل نے انھیں عطا کی، ہم لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں (انوار رضا ص ۲۹۱ فتاویٰ رضویہ ص ۵۱/۶)

شہ پارہ ۱: (۱) حمد و صلوٰۃ کے بعد میں (احمد رضا خان بریلوی) کہتا ہوں کہ یہ طائفے جنکا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی (محدثؒ) اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد سہارنپوری (محدثؒ) اور اشرف علی تھانوی (حکیم الامتؒ) وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شک نہیں اور نہ شک کی مجال۔

بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انھیں کافر کہنے میں توقف کرے، اس کے کفر میں بھی شک نہیں۔

(فتاویٰ آفریقہ صفحہ ۱۰۹۔ حسام الحرمین صفحہ ۲۳، ۱۳۱)

(۲) دہریوں کے بعد سب کافروں سے زیادہ جاہل باللہ وبآیتہ خصوصاً دیوبندیہ ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۴۲۸، مولفہ احمد رضا خان)

(۳) خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔ باجماعِ اُمّت اسلام سے خارج ہیں۔

(۴) نذیر حسین دہلوی (سلفی) امیر احمد، امیر حسن سہوانی، قاسم نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند)، مرزا غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی (محدثؒ)

اشرف علی تھانوی (حکیم الامت) اور ان کے سب مقلدین و متبعین و پیرو و مدح خواں باتفاقِ علماء اسلام کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ جانے، ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی بلاشبہ کافر۔

(عرفانِ شریعت حصہ دوم ص۲۹ ۔ ملفوظات حصہ اول ص۱۱۵)

شہ پارہ ۲: ندوۃ العلماء ناپاک مقصد سراپا فساد

بدمذہبوں کی جماعت ہے

(۱) ۱۳۱۱ھ م ۱۸۹۳ء میں ندوۃ العلماء کے نام کی ایک کمیٹی اسی ناپاک مقصد و سراپا فساد بدمذہبوں اور سنیوں کے اتفاق و اتحاد کو لیکر اٹھی تھی۔

(اجمل انوار الرضا ص۳۱)

(۲) شبلی کی کتابیں زندقیت کی بہار

(عظیم سیرت نگار، مورخ اسلام)

شبلی اعظم گڑھی کی نیچریت و دہریت اس کی کتابیں سیرۃ النبی، الفاروق، سیرۃ النعمان، اپنی زندیقی کرشموں کی بہار اور الحادی جوہنوں کا ابھار دکھا رہی ہیں۔ (تجانب اہل صفحہ ۲۸۹)

شہ پارہ ۳: علماء اہل حدیث اور اُنکے پیرو

خارج از اسلام

(۱) ثناء اللہ امرتسری (سلفی)، سید نذیر حسین (سلفی) (اہل حدیث کے علماء) سب کے سب کافر، مرتد، باجماعِ امت، اسلام سے خارج ہیں۔

(حسام الحرمین صفحہ ۱۱۳)

(۲) غیر مقلدین ثنائیہ (مولانا ثناء اللہ امرتسری) کے متبعین سب کے سب بحکم شریعت مطہرہ مُرتد، اُکفر (بہت بڑے کافر) ہیں۔ اور بمقتضائے ظُلماتٌ بعضُہا فَوقَ بَعضٍ کفر ارتداد میں ایک دوسرے سے بڑھکر ہیں۔
(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۴۸)

شہ پارہ ۴: سر سیّد، بانیِ مُسلم یونیورسٹی علیگڑھ ایک خبیث مُرتد تھا

(۱) سر سیّد، پیرِ نیچر، مُرتد، اُکفر (بہت بڑا کافر) اسکے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ۔
(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۹۴)

(۲) وہ تو (سر سیّد مرحوم) ایک خبیث مُرتد تھا۔ اس کا کالج مرکز نیچریت، منبع دہریّت۔ اسے سیّد کہنا درست نہیں۔
(ملفوظات ج ۳ صلے، ص۳۱۹، بجانب اہل السنۃ ص۲۹۴)

(۳) حالیؔ (مشہور شاعر) و شبلیؔ (مؤرخ اسلام) دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہوگیا کہ ان دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی ان دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے والی وہی سر سیّد احمد خاں علی گڑھی کی کافرانہ و ساحرانہ نگاہ تھی۔

حالیؔ نے امام الوہابیہ (مولانا اسمٰعیل شہیدؒ) کی شاگردی میں ان سب کفروں کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر افترا کر دیا، تو اس بے دین قائل (حالیؒ) کو کافر، مُرتد ماننا پڑے گا۔

(۴) جس طرح بے دین بادشاہ اکبر نے اپنے نورتن بنائے تھے جو اس کے وزیران سلطنت و مشیران حکومت تھے اسی طرح پیر نیچر (سر سیّدؒ)

نے بھی اپنے نورتن بنا رکھے تھے۔ جو وزیرانِ نیچرایت و مُشیران دہریّت ومبلغین زندیقیت تھے، جن کے نام یہ ہیں۔

نوابؔ محسن الملک مہدی علیخاں، نوابؔ اعظم یار جنگ، مولویؔ چراغ علی خاں، نوابؔ انتصار جنگ، مولویؔ مشتاق حسین، مولویؔ الطاف حسین حالیؔ، شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ، مولوی مہدی حسن، سیدؔ محمود خاں، علامہ شبلیؔ نعمانی، ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی۔

(تجانب اہل السنّہ صفحہ ۸۶، ۸۷)

(۵) مسٹر حالیؔ کے اس مُسدّس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں اور ہزاروں ضلالت کے طومار ہیں۔ (تجانب اہل السنّہ صفحہ ۲۹۸، ۳۲۳)

شہ پارہ ۵: علّامہ اقبال کو دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں

(۱) زمانۂ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں سِتّار رکھتے ہیں اِن کی صلح کُلّیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے انھوں نے اپنے مضامین نظم ونثر کے ذریعہ نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔

(۲) مسلمانان اہل سُنّت خود ہی انصاف کریں کہ ڈاکٹر صاحب (علامہ اقبال) کے مذہب کو سچّے دینِ اسلام سے کیا تعلق ہے؟ انھوں نے اپنی نظموں میں دہریّت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے اور احکام مذہبیّہ وعقائد اسلامیہ پر تمسخر واستہزاء وانکار کیا ہے۔

کہیں اپنی زندیقیت وبے دینی کا فخر ومباہات کے ساتھ کُھلا ہوا اقرار ہے، اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا

ہے کہ انھوں نے کوئی اور اسلام گھڑ لیا ہے اور وہ اپنے اسی گھڑے ہوئے اسلام کی بناء پر مسلمان ہیں۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۳۴، ۲۴۵)

شہ پارہ ۶: (شیخ الاسلام مولانا) حسین احمد مدنیؒ اور (مولانا) ابوالکلام آزادؒ
اور ان کے موافقین کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے

ظاہر ہے کہ مرتد ابوالکلام آزاد کے عقائد نیچریہ ہیں جو لوگ اسکے موافق ہیں وہ سارے کے سارے ملحدین نیاچرہ اور مرتد ہیں۔ حسین احمد مدنی اجودھیا باشی کے معتقدات دیوبندیہ ہیں جو لوگ موافق ہیں وہ سارے کے سارے مرتدین دیوبندیہ، خواہ مسلم لیگ کے موافق ہوں یا مخالف، کانگریس کے موافق ہوں یا مخالف۔ بہرحال بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہیں۔ ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونا ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے۔

(اجمل انوار الرضا صفحہ ۲۵)

شہ پارہ ۷: مسٹر جناح بدترین کمینہ کافر

بحکم شریعت مسٹر جناح (قائداعظم محمد علی جناح) اپنے کفریہ قطعیہ، یقینیہ کی بناء پر قطعاً مرتد اور خارج اسلام ہے وہ اپنی اسپیچوں، اپنے لکچروں میں نئے نئے کفریات قطعیہ بکتا رہتا ہے جو شخص اس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر، مرتد اور شرالئام (بدترین کمینہ) اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز العلام۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۲۲)

شہ پارہ ۸: مولانا حسن نظامی ڈبل کافر

پیارے بھائیو! انصاف سے کہو، مسلمان کہلانے والوں میں بحکم شریعت مطہرہ حسن نظامی سے بڑھکر ڈبل کافر اور کون ہوگا؟

مسلمانو! کیا اب بھی خواجہ حسن نظامی کے کافر، مرتد، منافق، ملحد، زندیق، بے دین ہونے میں کچھ شک رہ سکتا ہے؟ جو شخص اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا توقف کرے وہ بحکم شریعت اسلامیہ، زندیق، بے دین، خامر (شرابی بیوقوف)۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰)

شہ پارہ ۹: مجلس احرار کے ناپاک کتے

ابو الکلام آزاد، حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، خان عبد الغفار خان سرحدی گاندھی، عبد الشکور لکھنوی، احمد سعید دہلوی، شبیر احمد عثمانی، عطاء اللہ بخاری، فرقہ احرار اشرار بھی فرقہ نیچریت کی ایک شاخ ہے۔ اس ناپاک فرقے کے بڑے بڑے متکلمین (کتے) یہ ہیں۔ (تجانب اہل السنۃ ص ۱۶۰)

شہ پارہ ۱۰: شاہ ابن سعود (حجاز مقدس) کی حکومت میں کوئی حج نہ کرے

(۱) ابن سعود خذلہ الملک المعبود (اللہ اسکو رسوا کرے) ابن سعود قبحہ اللہ الملک الودود۔ (اللہ اس کا منہ کالا کرے)
(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۵۷، ۲۵۹)

(۲) ابن سعود منحوس ونامسعود ومخذول (ذلیل) مطرود (دھکا

دیا ہوا) مردود۔ (تنویر الحجہ ص۹)

(۳) جب تک حجازِ مقدس میں حکومت سعودیہ موجود ہے اس وقت تک کوئی مسلمان نہ حج بیت اللہ کرے نہ زیارت روضۂ اقدس کرے بلکہ وصیت کرجائے کہ میرے مرنے کے بعد کوئی کٹّر سُنّی مسلمان حج بدل ادا کردے۔

(برق خداوندی صفحہ ۱۶۰، تنویر الحجہ ص۱ از مصطفےٰ رضا خان)

(۴) قَرنُ الشَّیطَانِ اِبنُ سَعُود بے ایمان (شیطان کی سینگ)

(مظالم نجدیہ صفحہ ۳۰۲)

شہ پارہ ۱۱: کُفر میں سگے بھائی

اب تو معلوم ہوا کہ دیوبندی و نجدی دونوں ایک ہی طرح عقائد کُفریہ رکھتے ہیں، کُفر و ارتداد میں دونوں ایک دوسرے کے سگّے بھائی ہیں، جو انھیں کافر نہ کہے اور جو اِن کا پاس لحاظ رکھے، اِن کی اُستادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی اِنہی میں سے ہے اِنہی کی طرح کافر ہے۔ قیامت میں اِن کے ساتھ ایک رسّی میں باندھا جائے گا جو اِن کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔

(حسام الحرمین صفحہ ۱۱۳، فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۱۵، عرفان شریعت ج۱ صفحہ ۲۴)

شہ پارہ ۱۲: بریلوی ہم بیک نظر

گزشتہ صفحات میں بریلی کے شیخ الشیوخ احمد رضا خان کی اسلامی خدمات کا جو تذکرہ کیا گیا ہے، ناظرین حضرات بلاشک وشبہ اس نتیجے پر پہنچے ہوں گے کہ خان بریلوی کی یہ سیاہ خدمات کسی بیرونی سازش کا نتیجہ

تھیں یا پھر خود خان بابا کے دماغی ٹی بی کے اثرات تھے، یقیناً آپ کا یہ تاثر عقل وفہم، دین ودیانت کا تقاضہ بھی ہے۔

بہرحال جو بھی ہوا زمانے کا ایک رنگین ڈرامہ تھا جسکو خان نے اپنی آخری زندگی میں رچایا، بسایا، اور اس کو اپنی زندگی کا آخری کارنامہ بھی قرار دے لیا۔

فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ (الحدیث)

ذیل میں ہندوستان کے اُن عظیم الشّان اہل علم وفضل علماء واساتذہ کرام ومفتیانِ عظام ومشائخ کرام وخطبائے اُمّت اور دینی وسیاسی عظیم شخصیات وشہرۂ آفاق مدارس واداروں اور اُس وقت کی بے شمار تحریکات جو اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ واستحکام کیلئے کام کر رہی تھیں، تفصیلی فہرست درج کی جا رہی ہے۔

جن کو خان بابا اور اُن کی ذرّیت نے نہ صرف کافر ومُرتد قرار دیا بلکہ وہ سب کچھ کہا جس کو ایک بازاری آوارہ انسان کہنے سننے سے بھی شرم وحیا کرے۔ (بریلی کے یہ متعلقات (گالیاں) "شہ پارہ ۱۲" پر ملاحظہ کیجئے۔)

خان بابا کا فتویٰ

بحکم شریعت مطہرہ درج ذیل فہرست قطعاً کافر، مُرتد کمینے، اسلام سے خارج، اور جو کوئی اِن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، مُرتد، بے توبہ مرا تو ابدی جہنّم کا مستحق ہے۔

(۱) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند)، (۲) مولانا رشید احمد گنگوہی (محدثؒ)، (۳) مولانا اشرف علی تھانوی (حکیم الامّتؒ)، (۴) مولانا خلیل احمد محدثؒ، (۵) دارالعلوم دیوبند کے جملہ فارغین، (۶) دیوبندی علماء کو

مسلمان کہنے والے، (۷) علمار اہل حدیث اور ان کے متبعین، (۸) مولانا عبد الباری فرنگی محل، (۹) مولانا شبلی نعمانی، (۱۰) مولانا عبد الحق حقانی (مفسّرِ قرآن)، (۱۱) مولانا محمد علی بانی ندوۃ العلمار لکھنؤ، (۱۲) مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی، (۱۳) نواب محسن الملک مہدی علی خاں، (۱۴) خواجہ الطاف حسین حالیؔ، (۱۵) علامہ ڈاکٹر اقبال، (۱۶) سر سیّد احمد خاں بانی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ، (۱۷) مولانا ابو الکلام آزاد، (۱۸) ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، (۱۹) شمس العلمار مولانا ذکار اللہ، (۲۰) قائدِ اعظم محمد علی جناح۔ (۲۱) شاہ ابن سعود والیٔ حجاز، (۲۲) مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، (۲۳) ندوۃ العلمار لکھنؤ۔ (۲۴) دار المصنّفین اعظم گڑھ، (۲۵) خدّامِ کعبہ، (۲۶) خلافت کمیٹی، (۲۷) جمیعۃ العلمار ہند، (۲۸) خدّام حرمین شریفین، (۲۹) اتحادِ ملّت، (۳۰) مجلسِ احرار، (۳۱) مسلم لیگ، (۳۲) مسلم آزاد کانفرنس، (۳۳) نوجوان کانفرنس (۳۴) نمازی فوج، (۳۵) جمعیّت تبلیغ اسلام انبالہ (ہند)، (۳۶) لاہور سیرت کمیٹی، (۳۷) امارت شرعیہ بہار، (۳۸) مومن کانفرنس، (۳۹) جمیعۃ المؤمنین، (۴۰) جمیعۃ الانصار۔ (۴۱) روئی دھنکنے والوں کی جمیعۃ الانصار، (۴۲) کپڑا سینے والوں کی جمیعۃ الادریسیّہ، (۴۳) قصّابوں کی جمیعت القریش، (۴۴) ترکاری فروشوں کی جمیعۃ الراعین، (۴۵) پٹھانوں کی افغان کانفرنس، (۴۶) میمن کانفرنس، (۴۷) مسلم کھتری کانفرنس، (۴۸) جمیعۃ آل عبّاس، (۴۹) آل انڈیا کمبو کانفرنس، (۵۰) آل انڈیا پنجابی کانفرنس۔

یہ سب افراد، ادارے، انجمنیں، کانفرنس، جمعیّات، بحکم شریعتِ مطہّرہ قطعًا کافر، مرتد، کمینے، اسلام سے خارج اور جو کوئی ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد، بے توبہ مرا تو ابدی جہنم کا مستحق۔ (تجانب اہل السنّۃ ص ۲۳، ص ۸۶، ص ۹۰، ص ۹۷)

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اِبْلِیْسَ وَجُنُوْدِہٖ۔

شہ پارہ ۱۳: بریلوی مغلظات بیک نظر

گزشتہ صفحات میں لکھا جا چکا ہے کہ بریلوی مذہب کے امام و مرشد احمد رضا خان نے جہاں غیر منقسم ہندوستان کے عظیم جامعات و مدارس و ادارہ جات انجمنوں، دینی و سیاسی تمام تحریکات کو گمراہ، بے دین، اسلام دشمن قرار دیا ہے وہاں ان ادارہ جات کے سارے بزرگوں کو نام بنام آوارہ زبان میں نہایت رکیک و فحش گالیاں بھی دی ہیں جس کے تصور سے بے حیا انسان کو بھی شرم آنے لگے۔

خان صاحب کی ننگی گالیاں بیک نظر ملاحظہ فرمائیے۔ نقل کفر، کفر نباشد۔

فرقہ وہابیہ شیطانیہ، ابلیس لعین کے پیرو، بے دین، مکار، سرکش، کافر، بدبخت، دین کے دشمن، خدا کے مشہور، کافر معاند، مفسد، گروہ شیطان، زیاں کار مردود، کمینے، کجی والے مشرک، ظالم، ہٹ دھرم کافر، دوزخ کے کتے، فاجر کافر، دین سے خارج، کافروں کے منادی، جاہلوں کو دھوکہ دینے والے، کافروں کے رازدار، کافران گمراہ گر، سخت جھوٹے، مفتری ظالم، ان کی کہاوت کتے کی طرح، کجرو، مضل، ملحد، ان کا کافر ہونا پہروں دن آفتاب سا روشن، یہ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، انھیں بہرہ کر دیا، ان کی آنکھیں اندھی کر دیں، وہ دین سے نکل گئے، خدا کی قسم وہ کافر ہو گئے، وہابی فاجر، متمرد، ان پر کفر کا حکم ہے، دہریئے، تو کافروں سے بدتر، قیامت تک ان پر وبال، گھناؤنی گندگیوں میں لتھڑے ہوئے، کفری نجاستوں میں بھرے ہوئے، ہر کبیرہ سے بدتر کبیرہ، ہر فسیل سے زیادہ ذلیل، ان کا ٹھکانہ ٹھیک جہنم، کافر وہابی۔ (حسام الحرمین صفحہ ۴۳، ۷۳، ۷۵، ۷۹)

نوٹ :۔ مزید تفصیلات کے لئے علمائے بریلوی کی حسب ذیل کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔ یہ کتابیں بریلوی مذہب میں بہایت مقدس و مستند و معتبر تسلیم کی جاتی ہیں۔ اِن میں وہ سب کچھ ہے جو گزشتہ صفحات میں آپنے پڑھا ہے۔ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔)

حُسَّامُ الحرمین، اَلْمَلْفُوْظ، تجانب اہلُ السنۃ، تنویر الحجہ، اجمل انوار الرضا، مَلْفُوْظَات، الدَّولۃُ المکیۃ مظالم نجدیہ، اَلْکَوْکَبَۃُ الشَّہابیہ، تمہید ایمان، فتاویٰ آفریقہ، فتاویٰ رضویہ، وَصَایا شریف (خان صاحب کی آخری تحریر، موت سے دو گھنٹے پہلے)۔

بریلوی علمار کی طرف سے تکفیر کی شمشیر بے نیام اور اس کے بے تحاشا حملے دیکھکر یہ کہنا پڑے گا کہ اب کوئی کلمہ گو مسلمان مسلمان باقی نہ رہا جس پر یہ حضرات کُفر کی تلوار چلا کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کریں دراصل اُن دنوں ان کی عقلوں کو طاعون چاٹ گیا تھا اور اخلاق کو سرطان نے پکڑ لیا تھا۔

بنایا ایک ہی فقرے سے کافر سارے عالم کو
مجدّد ہو تو ایسا ہو مکفّر ہو تو ایسا ہو

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اِبْلِیْسَ وَجُنُوْدِہٖ۔

حیرت در حیرت

بریلویت کیا ہے؟

قارئین حضرات اس مرحلہ پر یقیناً حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں اور کیا دیکھ رہے ہیں؟ مولانا احمد رضا خان جنھیں بریلی حلقوں میں امام اعظم، اعلیٰحضرت، مجدّد مائۃ حاضرہ، حضور پُرنور، فقیہہ الملۃ، امام الائمہ جیسے بھاری بھرکم القابات وصفات سے یاد کیا جاتا ہے، اتنی نچلی سطح پر اُتر آگئے کہ ملّت کا ایک جاہل و بے تمیز انسان بھی اس پستی کو اختیار نہ کرتا ہو، آوارہ زبان، رکیک عنوان، لیکن حقیقت یہی ہے جو ہم نے خود اُنہی کی کتابوں اور رسالوں سے مِن وعَن نقل کردیا ہے اور آپکی حقیقت شناسی کیلئے اُن کتابوں کی فہرست بھی لکھدی ہے آپ خود مطالعہ کرلیں۔

بریلوی مذہب کیا ہے؟ جس کی بِنا پر ہندوستان کے سارے مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے بعد بھی یہ حضرات خود کو سچا و پکّا مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔

عظیم تبصرہ نگار مولانا عامر عثمانی مرحوم نے اپنے ماہنامہ رسالہ تجلّی (دیوبند) میں اِس کا جواب دیا تھا جسکا اقتباس آپ پڑھ لیں۔ اور دوسروں کو بھی بتادیں۔

> بریلویوں سے کچھ بعید نہیں کیونکہ ان کے علم وفکر اور اخلاقی حالت کا جو اندازہ اِن کی بے شمار تحریروں سے ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ جہالت وسفاہت کی کوئی قسم ایسی نہیں جس کا صُدور اِن سے ممکن نہ ہو، رکیک کلام، آوارہ زبان، گھٹیا پیام، قرآن وحدیث

سے جاہل، منطق و علم کلام و ادب سے ناآشنا، اللہ تعالیٰ کے بجائے مُردوں اور پیروں، فقیروں سے مُرادیں مانگنے والے، دوسروں کی تحریریں مسخ کرنے والے، افترار پردازی و ہرزہ سرائی میں طاق ماہر اپنے سوا ہر شخص کو دوزخ میں دھکا دینے کے رسیا۔

علامہ اقبالؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، الطاف حُسین حالیؒ، علامہ شبلی نعمانیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا اسمٰعیل شہیدؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، سب کو بر ملا کافر و مُرتد قرار دینے والے، مولانا آزاد کی تفسیر "ترجمان القرآن" کو بلا تکلف "ناپاک کتاب" لکھنے والے۔

یہی خرافات، فتنہ پروری، لغو الفضولی، کفر سازی، ہرزہ سرائی اِن کا دین و مذہب۔ (ماہنامہ تجلّی دیوبند، یوپی)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اِبْلِیْسَ وَجُنُوْدِہٖ۔

شہ پارہ ۱۴: پیٹ پوجا

بریلویوں کے امام الائمہ شیخ الشیوخ اعلیٰحضرت احمد رضا خان مرنے سے صرف دو گھنٹے پہلے اپنے اعزّہ و اقربا، مُریدوں و شاگردوں اور سلسلے کے تمام بزرگوں کو نہایت اخلاص و دلسوزی سے بدست خود یہ وصیّت تحریر کرتے ہیں۔

اَعزّہ اگر بطیبِ خاطر ممکن[1] ہوسکے تو (مرنے کے بعد) فاتحہ میں ہفتے میں

---

[1] مطلب یہ ہے کہ فاتحہ تو ہر روز ہو سکتی ہے ہفتہ واری نہ سہی کم از کم ماہواری میں بھی دو تین بار مذکورہ اشیار فاتحہ میں روانہ کی جاسکتی ہیں۔ اور اگر روزانہ ہو سکے تو صرف ایک ہی چیز بھیجدیا کریں، اسمیں بدہضمی کا اندیشہ نہیں۔ بریلوی مذہب کا عقیدہ ہے کہ مُردے کو اپنی زندگی میں جو چیز اسے پسند تھی وہ موت کے بعد بھی مَن پسند ہوا کرتے ہیں، اور جو چیزیں فاتحہ کے ذریعہ روانہ کی جاتی ہیں بعینہٖ مُردے کو قبر میں مل جاتی ہیں۔

دو تین[۲] بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔

دودھ[۱] کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ[۲] کی بریانی، مرغ[۳] پلاؤ، بکری[۴] کے شامی کباب، پراٹھے[۵]۔ بالائی[۶] فیرنی، اُرد[۷] کی پھریری دال مع ادرک و لوازم، گوشت[۸] بھری کچوریاں، سیب[۹] کا پانی، انار[۱۰] کا پانی، دودھ[۱۱] کا برف، سوڈے[۱۲] کی بوتل۔ لہ

(وصایا شریف۔ وصیت نمبر ۱۲)

بقلمِ خود بحالتِ صحت و حواس، روز جمعہ مبارکہ، بارہ[۱۲] بجکر اکیس[۲۱] منٹ۔

۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ م ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء

(خان صاحب کی تاریخِ وفات یہی ہے)۔

ملاحظہ:

خود سوچ لیجئے کہ ایسا شخص (جسکو عام زبان میں شیخ الماکولات کہا جاتا ہو) کی عقل و فکر سوائے معدے کے اور کس جگہ قیام پذیر ہوگی۔ امام الائمہ اعلیٰ حضرت دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں مگر اس وقت بھی نمکین چٹخارے بے قرار کر رہے ہیں۔

اگر کبھی بریلوی دانشوروں کی بیوقوفی سے "دیوبند اور بریلویت کا تعارف" کسی عدالت میں پیش ہو جائے تو ہمارا خیال ہے کہ صرف اس وصیت کو جج کے آگے رکھدیا جانا اُسے باور کرا دیگا کہ:

بریلوی مذہب "پیٹ پوجا" کا دوسرا نام ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

لہ خان صاحب کو کچوریاں، پراٹھے، شامی کباب، پلاؤ مبارک، سوڈے کی بوتل کے بعد اعلیٰحضرت بد ہضمی کے اندیشے سے بھی مطمئن ہوگئے۔ وصایا شریف میں سوڈے کی بوتل کا نمبر ۱۲ ہے۔

مشہور تبصرہ نگار علامہ عامر عثمانی نے بریلویت ورضاخانیت کے بارے میں جو تبصرہ کیا وہ اُن کا اپنا ذاتی خیال نہیں ہے بلکہ ایک ایسی حقیقت کا اظہار ہے جس کو بریلی کے مُرشد عام اعلیٰحضرت احمد رضا خان نے اپنی وفات سے دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے ایک خصوصی نشست میں نہایت دلسوزی وخیرخواہی کے انداز میں وصیّت کی ہے۔

اس مجلس میں اعلیٰحضرت کے صاحبزادگان کے علاوہ وہ حضرات بھی شریک تھے جو اعلیٰحضرت کو حضور پُرنور، آیتُ اللہ، حُجّت اللہ، مفتی دوراں امام آخرالزّماں، سیّد العلماء، اشرف الفقہاء، مجدّد زماں وغیرہ وغیرہ جیسے بھاری بھرکم القابات سے یاد کرتے ہیں۔

بہرحال امام آخرُ الزّماں احمد رضا خاں اس مجلس میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت کا دِین ومذہب

رَضا حُسین وحَسنَین (دونوں صاجزادے) تم سب محبّت واتفاق سے رہو، حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے۔

(کتاب وصایا شریف ص۱۰ مؤلف حسنین رضا خان)

مطبوعہ الیکٹرک ابو العلائی پریس۔ آگرہ (ہند)

نوٹ:۔ خان صاحب نے اتّباعِ شریعت کو تو حتیّ الامکان نہ چھوڑنے کی تاکید کی ہے۔ اور اپنے دین ومذہب پر جو انکی کتابوں سے ظاہر ہے

مضبوطی سے قائم رہنے کو ہر فرض سے اہم فرض قرار دے رہے ہیں۔

مذکورہ وصیت میں اعلیحضرت نے اپنے دین و مذہب کی نشان دہی اپنی تصنیفات کو قرار دیا ہے یعنی دین کی ہدایات و تشریحات اور ضروری معلومات وغیرہ کی وضاحت جس طرح میں نے اپنی کتابوں میں کی ہیں وہی میرا دین و مذہب ہے اور اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ۔

کیا جاہلانہ و کافرانہ کلام ہے؟

غور کیجئے! اسلامی زبان میں فرض اُس عمل کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ اور اُس کے رسول نے ضروری و اہم قرار دیا ہو۔ اب خان صاحب اپنی کتابوں کی وضاحت و تشریحات کو صرف فرض ہی نہیں ہر فرض سے اہم فرض قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ اتباعِ شریعت کو صرف حتی الامکان قرار دیا ہے۔

حضرات ناظرین! اب خان صاحب کے دین و ایمان کی خبر لے لیں، حضرت کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ۔

لمحہ فکریہ!

زیرِ مطالعہ کتاب میں ہم نے خان صاحب کی کتابوں کی مختصر تفصیل مع حوالہ کتب لکھدی ہے، موصوف کے اہم کتابوں کی فہرست بھی دیدی ہے براہِ کرام آپ خود اصل کتابوں کا مطالعہ کرلیں، یقیناً آپ تبصرہ نگار علامہ عامر عثمانیؒ کے تبصرے پر بھرپور اتفاق کریں گے، کہ بریلوی مذہب، جہالت، سفاہت، افترا، پردازی، ہرزہ سرائی، قبر پرستی اور پھر آخر میں "پیٹ پوجا" کا نام ہے۔

ایسی صورت میں خان صاحب کے دین و مذہب کو قرآن و حدیث کے اُس دین و مذہب سے کیا تعلق ہے جس کو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو عنایت فرمایا ہے؟ فاعتبروا یا اُولی الالباب۔

اعلیٰ حضرت کے دین و مذہب کے چند نمونے

خان صاحب کا دین و مذہب جیسا کہ خود موصوف نے ظاہر کیا ہے خود ان کی اپنی کتابوں سے یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔ خان صاحب نے اپنی وفات حسرت آیات سے صرف دو گھنٹے قبل والی نشست میں اسطرح ارشاد فرمایا:

اس وقت دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔

ایک، اللہ و رسول کی۔

دوسری، خود میری۔

پہلی وصیت:۔ تم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کی بھولی بھالی بھیڑیں (بکریاں) ہو اور بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمھیں بہکا دیں، تمھیں فتنے میں ڈال دیں، تمھیں اپنے ساتھ جہنّم میں لے جائیں، ان سے بچو، ان سے بچو اور دُور بھاگو۔ مثلاً دیوبندی وغیرہ۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی از بستوی ص۱۰۵)

دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے یہ سب بھیڑیئے ہیں، تمھارے دین و ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ الخ

جس نے اسے سُنا اور جانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے، یہ تو خدا اور رسول کی وصیّت ہے (یاد رہے کہ یہ وصیّت خان صاحب کی پہلی وصیّت ہے جسکو خان بابا

خدا اور رسول کی وصیت کہہ رہے ہیں، جھوٹے کو عقل نہیں ہوتی ایسے ہی وقت کہا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ

دوسری وصیت:۔ میرے جنازے میں بلاوجہ تاخیر نہ ہو، جنازے کے آگے (بلند آواز سے) پڑھیں "تم پر کروڑوں درود" الخ اور شجرہ قادریہ (یعنی قبرستان پہنچنے تک)۔

مرتب حسنین رضا خان (صاحبزادہ اعلیٰ حضرت) لکھتا ہے کہ یہ دونوں نظمیں حضور پُر نور کی تصنیف ہیں۔ (حدائق بخشش حصہ دوم)

ارشاد ۱:۔ دفن کرنے کے بعد حامد رضا خان (صاحبزادہ) باآواز بلند سات بار قبر پر اذان کہیں پھر واپس ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت اپنی قبر پر اذان پڑھنے کی نصیحت فرما رہے ہیں اور وہ بھی سات مرتبہ، اعلیٰ حضرت کے دین و مذہب کی یہ کھلی دلیل ہے، شریعت محمدی میں تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، نہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر اذان پڑھی اور نہ صحابہ نے کسی صحابہ کی قبر پر پڑھی ہے نہ امام نے کسی امام کی قبر پر اور وہ بھی سات مرتبہ لیکن یہ اعلیٰ حضرت کا دین و مذہب ہے۔ لکم دینکم ولی دین۔ الآیۃ

ارشاد ۲:۔ فاتحہ میں ہفتہ میں تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کرو۔ (ان ٹھنڈے میٹھے اور نمکین چٹخاروں کی فہرست گذشتہ صفحہ ۳۵ پر درج کر دی گئی مطالعہ فرمالیں)۔

اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے تو یوں کرو یا جیسا مناسب جانو۔

شاید اعلیٰ حضرت نے ہفتے میں تین بار نادار مریدوں پر گراں خیال کیا پھر زہد و قناعت اختیار فرما کر یومیہ ایک چیز روزانہ کرنے کا مشورہ دیا۔ بہر حال

کل کی مرغی سے آج کا انڈا بھلا ہے۔

ارشاد ۳۲:۔ قادیانی، دیوبندی، نیچری (مسلم لیگ) جملہ مرتدین (بے دین) ہیں ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے بھی نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولدالزّنا ہوگی۔ (الملفوظ حصّہ دوم ص۹۷، فتاوی رضویہ ج۵ ص۴۶)

یہاں یہ وصیّت کرتے وقت اعلیٰ حضرت کی عقل گھٹنوں میں آگئی، کافر یا مُرتد انسان سے نکاح کرنا بہرحال حرام و باطل ہے لیکن خان صاحب دیوبندی اور مسلم لیگی کا نکاح حیوان سے بھی باطل اور زِنا قرار دیا اور حیوان کی اولاد کو وَلَدُ الزّنا قرار دے دیا، معلوم ہوا اعلیٰ حضرت کے دین و مذہب میں حیوان سے نکاح جائز ہے؟ تب ہی تو دیوبندی مسلمان کا نکاح حیوان سے باطل و حرام قرار دے رہے ہیں۔

خِرد کا نام جُنوں رکھدیا جُنوں کا خِرد لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

دِماغی خلل کی اس سے بھی بدتر مثال اور کوئی ہوسکتی ہے؟

اعلیٰ حضرت کی خود فریبی

بحمدُ للّٰہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(الملفوظ حصّہ دوم ص۹۷، حصہ سوم ص۱۳۹)

یہ اعلیٰ حضرت کی خود فریبی کی مثال ہے جو مُریدوں، عقیدتمندوں، بھولے بھالے

انسانوں میں تو برقی رو کی طرح سرایت کر جاتی اور یہی خان صاحب کا مقصد بھی تھا.

لیکن اس ہوش و حواس کی دنیا میں ایسی باتیں شاعرانہ خام خیالی کے تحت تو آ سکتی ہیں حقیقت سے اسکو کوئی علاقہ نہیں ہوتا.

یہاں خان صاحب سے کچھ سہو ہو گیا قلب کے ٹکڑے کرنے کی ضرورت نہ تھی صرف قلب پر یہ لکھا ہوا کہہ دینا کافی تھا، قلب کو کون دیکھتا، چیرنا پھاڑنا تو درکنار، بات بن جاتی اور اپنی گاڑی چل پڑتی، لیکن جھوٹے کو عقل نہیں ہوتی وہ الٹا ہی چلتا ہے۔ وَالعِیَاذُ بِاللّٰہ.

اگر ایسے وقت کوئی خان صاحب کو چیلنج کر دیتا تو خان صاحب کی خانیت پانی پانی ہو جاتی۔

ماضی قریب میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) نے ایک قادیانی مناظر کو اسی قسم کا چیلنج دیا تھا، مناظر ننگے پیر بھاگ پڑا.

واقعہ یہ ہے، جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ عقیدہ تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین ہی پر وفات پا گئے ہیں آسمان پر نہیں اٹھائے گئے. اس قادیانی مناظر نے یہی دعویٰ دُہرایا۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ حالت میں جسم و روح کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ آج بھی دنیاوی زندگی کے ساتھ آسمان پر باحیات ہیں.

اس جواب پر قادیانی مناظر نے علامہ سے سوال کیا جب وہ زندہ حالت میں دنیاوی جسم و روح کے ساتھ موجود ہیں تو ان کے جسمانی بدن کیلئے

دُنیاوی غذا و پانی کی ضرورت ہو گی؟ آسمانی غذا کافی نہیں؟

علامہ انور شاہؒ نے جواب دیا بے شک انھیں دُنیاوی غذا پانی ہی کی ضرورت ہے اور وہ ہر روز صبح وشام اللہ کے فرشتے زمین سے فراہم کرتے ہیں۔

قادیانی مناظر نے پھر سوال کیا جب وہ دُنیاوی غذا و پانی استعمال کرتے ہیں تو انھیں پیشاب پاخانہ کی بھی ضرورت پیش آتی ہو گی؟

علامہ نے جواب دیا، بیشک! انھیں دُنیاوی غذا کے تقاضے ضرور پیدا ہوتے ہیں۔

قادیانی مناظر نے پھر سوال کیا تو (سیّدنا) عیسیٰ (علیہ السّلام) کا پیشاب پاخانہ جنّت جیسی مقدس زمین میں کیونکر گر سکتا ہے جبکہ جنّت نجاست سے پاک ہے۔ آخر وہ نجاست کہاں جاتی ہے؟

اس موقعہ پر علامہ انور شاہؒ کی ایمانی حرارت اُبل پڑی برجستہ اپنا پستول قادیانی مناظر کے ہاتھ میں تھما دیا اور بلند آواز سے کہا "فیصلہ آج ہو گیا" یہ گفتگو شہر قادیان (لاہور) ہی میں ہو رہی تھی۔ فرمایا، چلو مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر کھولو۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السّلام کا پیشاب پاخانہ اس کی قبر میں گر رہا ہے اگر یہ غلط ثابت ہو جائے تو اسی پستول سے مجھے ہلاک کر دینا؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جلسہ میں شور و پکار، قیامت خیز ہیجان پیدا ہو گیا سارا مجمع غلام احمد قادیانی کی قبر کی طرف دوڑ پڑا، قادیانی مناظر اور اس کے چیلے چپاٹے ایسے غائب ہو گئے جیسے گدھے کے سینگ۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کو ایسے مرد مومن سے سابقہ نہ پڑا، ورنہ موصوف کا بھی وہی حشر ہو جاتا۔

ناظرین حضرات پھر یکبار خاں کی خود فریبی دُہرالیں۔

بحمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، دوسرے پر لکھا ہوگا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔

لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔

اعلیٰ حضرت کا زعم وپندار

بحمد اللہ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سُنّتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں، لیکن میں نے سُنّتیں کبھی نہ چھوڑیں، البتّہ نفل اُسی روز سے چھوڑ دیئے۔ (الملفوظ حصّہ دوم صنّہ)

یہاں خاں صاحب کا زعم و پندار اپنے شباب پر نظر آتا ہے۔ شیطان نے ایسا گھائل کر دیا کہ خان صاحب مطمئن ہو گئے کہ مجھپر سُنّتیں معاف ہو گئیں حالانکہ اس کا تقاضہ و شکر الٰہی یہی تھا کہ نوافل کی کثرت ہو جاتی انعام پر شکر الٰہی کچھ زیادہ ہی ہو جانا چاہیئے تھا یہ کیا ناشکری و احسان فراموشی نہیں ہے کہ نوافل کو چھوڑ دیا جائے۔

پھر یہ دعویٰ کرنا کہ سُنّتیں معاف ہو گئیں دلیل کا محتاج ہے کہ کیا خان صاحب پر وحی یا الہام آیا ہے؟ جبکہ وحی کا سلسلہ قطعًا بند ہے اور الہام نہ حجت ہے نہ دلیل خاص طور پر ایسا الہام جو سُنّتوں کو معاف کر دے سُنّتیں تو اولیاء اللہ، صحابہ کرام حتّٰی کہ انبیاء علیہم السّلام پر بھی معاف نہیں۔

بخاری و مسلم میں سُنن المرسلین والی حدیث موجود ہے، ہر نبی پر سُنن واجب رہے ہیں انھوں نے خود بھی پابندی کی اور اُمّت کے تمام افراد پہ بھی واجب قرار دیا۔

علاوہ ازیں وہ کون فقہار ہیں جنھوں نے خان صاحب پر سُنّتیں معاف کردیں کم ازکم دو چار نام ہی بتادیتے۔ خان صاحب نے لفظ فقہار لکھکر اپنے مُریدوں کو تو خاموش کردیا۔ لیکن کیا وہ اُمّت کے اہل علم کو بھی ایسا فریب دیدیں گے۔ خان صاحب کے اس باطل زعم و پندار کا صلہ تو انھیں اپنی زندگی ہی میں مِل گیا کہ وہ نوافل سے محروم ہوگئے، انشاءاللہ آخرت کا انجام ہم اور آپ سب ہی دیکھ لیں گے۔

انبیاء کرام، حضرات صحابہؓ اور اُمّت کے جُملہ صالحین اپنی آخری زندگی میں نوافل کی کثرت کیا کرتے تھے ایسے طور پر کہ ان کی زندگی سراپا عبادت بن جایا کرتی، اور ایک خان بابا ہیں کہ ان پر سُنّتوں کی پابندی اُٹھ گئی اور نوافل کو تو انھوں نے چھوڑ ہی دیا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔

اس سلسلے میں ناظرین حضرات کو ہم ایک حدیث صحیح کی جانب توجّہ دلانا چاہتے ہیں۔

سیّدنا ابو ہریرہؓ حضور اقدس صلّے اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا يَزَالُ عَبْدِیْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهٗ فَإِذَآ أَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِیْ بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِیْ أَعْطَيْتُهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَأُعِيْذَنَّهٗ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب (نزدیکی) حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبّت کرنے لگتا ہوں اور جب میں بندے سے محبّت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنا کرتا ہے

اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھا کرتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑا کرتا ہے اور اُسکا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلا کرتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو اس کو عطا کر دیتا ہوں اور اگر وہ کسی سے پناہ چاہتا ہے تو اس کو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری شریف)

حدیث شریف سے نوافل کی فضیلت و اہمیت کسقدر باعظمت ثابت ہو رہی ہے جو لوگ نوافل کی کثرت رکھتے ہیں وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے اور ایک اعلیٰ حضرت ہیں کہ اپنے زعم و پندار کی نجاست میں بے ہوش پڑے ہیں۔ انھیں اپنی آخری زندگی میں سوائے حرمان نصیبی کے اور کیا ملا۔ اَلْعِبْرَۃُ اَلْعِبْرَۃُ۔

ناظرین حضرات یکبار پھر اعلیٰحضرت کے زعم و پندار کو پڑھ لیں۔

بحمدُ للہ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن میں نے سنتیں کبھی نہ چھوڑیں، البتہ نفل اسی روز سے چھوڑ دیئے۔ (الملفوظ حصہ سوم، ۱۳۳۸ھ)

مرتب مصطفےٰ رضا خان (صاحبزادہ اعلیٰ حضرت)
محبوب المطابع برقی پریس۔ دہلی

اعلیٰ حضرت کا زُہد و تقویٰ

خان بابا کے ایک اور صاحبزادے حسنین رضا خان نے کتاب وصایا شریف صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے، اعلیٰ حضرت کے زُہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سُنا ہے کہ ان کو (اعلیٰ حضرت کو) دیکھکر صحابۂ کرام کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔ (کتاب وصایا شریف ۲۴) خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ۔

نوٹ:۔ خان بابا کا زہد و قناعت شہ پارہ ۱۴ پر ملاحظہ کیجئے۔

اعلیٰ حضرت کا ایک حیا سوز انکشاف

انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (الملفوظ حصہ سوم ص۲۹ ۱۳۳۸ھ)

مرتبہ مصطفےٰ رضا خان، (صاحبزادہ اعلیٰ حضرت)

خان صاحب نے اس مکروہ و حیا سوز انکشاف میں ایک صوفی صاحب کا نام بھی لکھا ہے کہ وہ حضرت بھی ایسا فرماتے ہیں، غالباً خان صاحب اپنے مریدوں کو یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ یہ بات محقق اور درست ہے۔

پہلے تو ہم خان بابا سے صاف صاف یہ کہدینا چاہتے ہیں کہ اس انکشاف میں آپ کے صوفی صاحب کو کب بخشا گیا جو آپ کو بخشا جائے گا؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ اس سفید جھوٹ و بدترین افتراء کے دو راوی ہیں اور وہ دونوں بھی "حاطبِ لیل" اندھے کی لاٹھی، بس اس سے زیادہ اسکی کوئی حقیقت نہیں۔

قرآن حکیم نے ازواج مطہرات کی تقدیس و حرمت کو جس عظمت و شان کے عنوان میں بیان کیا ہے اور جو ادب و احترام کا درس دیا ہے، طبقۂ نسوانی میں شاید و باید کسی خاتون کو نصیب ہوا ہو، ان کو اُمّت کے مرد و عورتوں کی "مقدس ماں"، "طیبات و طاہرات" کا لقب، بھولی بھالی نیک و صالح مزاج والیاں، جنّت و اہلِ جنّت کی سیّدات، آخرت میں ہر ہر عمل پر دوہرا حصّہ پانے والیاں، اجر عظیم کی بشارت پانے والیاں، دُنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت رکھنے والیاں، پاک دامنی و طہارت یافتہ خواتین، نبی کی اہل بیت خواتین جیسے باعظمت القاب اور عظیم صفات سے یاد

کیا ہے۔ لیکن ایک بے ادب اعلیٰ حضرت ہیں کہ ازواجِ مطہرات کو "بازاری فحش" عنوان سے یاد کر رہے ہیں۔

از خدا جوئیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند لطفِ رب

با ادب با ایمان بے ادب بے ایمان

بے ادب اعلیٰ حضرت نے ایک قصیدہ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حُسن و بہار جُوبن اُبھار پر لکھا ہے۔ نقلِ کفر، کفر نباشد کے تحت ہم اسکے چند اشعار نقل کر رہے ہیں۔ پورا قصیدہ تو اصل کتاب میں ملیگا۔

ایک غیرت مند شریف انسان کو اس قصیدے کا پڑھنا تو درکنار دیکھنا اور اسکا تصور کرنا بھی شرمناک اور ایمان سوز ہے۔

لیکن خان صاحب تو خان بابا ہی ٹھیرے۔ خانیوں کے پاس ویسے بھی ادب و احترام کی قلت، جہالت و حماقت کی کثرت مشہور رہی ہے۔ ان سے ایسے قصیدے ممکن بھی ہیں۔

خان بابا کے اس قصیدے کے چند اشعار یہ ہیں۔

بخیہ تارِ نگاہ سوزنِ مژگاں سے گزر　آج آنکھوں میں ہے اک تُلبلِ بیباک نظر
تنگ و چُست اِنکا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار　مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت　کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

(حدائقِ بخشش حصہ سوم ۱۳۲۵ھ صـ ۲۳)
مرتبہ، محمد محبوب علی خان قادری
مقامِ اشاعت، کتب خانہ اہلِ سنت جامع مسجد، ریاست پٹیالہ - ہند

نوٹ :- بے ادب اعلیٰ حضرت کا بے حیا مُرید (مُرتب) کتاب کے مقدمہ میں بڑے فخر و ناز سے لکھتا ہے۔
(اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین و ملّت رضی اللہ عنہٗ کے کلام میں جو کچھ ہے، ہرگز ہرگز مبالغہ نہیں ہے بلکہ یہ سراسر حال اور وارداتِ قلبی ہیں جنھیں حضور اعلیٰ حضرت قبلہ ہی کا قلب مبارک تھا جو ضبط فرماتا تھا)۔
(حدائق بخشش حصہ سوم ص۹)

بے ادب خان بابا کا یہ قصیدہ اگرچہ اُردو زبان میں ہے تاہم اس میں بعض فارسی الفاظ اور بازاری شعر و شاعری کے عنوانات بھی ہیں جو عشق و مستی کے اظہار کیلئے بازاری عاشق اپنی بازاری معشوقہ کے لئے استعمال کرتا ہے، خان بابا پر بھی مستی سوار ہوگئی اور وہ نڈھال ہو کر وہ سارے عنوانات استعمال کر لئے اور یہ ہوش نہ رہا کہ کس عظیم المرتبت خاتون کو مخاطب کر رہے ہیں؟
ناظرین حضرات! قصیدے کے الفاظ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) بخیہ تارِ نگاہ :- نگاہ کے شعاعوں کی سلوائی۔
(۲) سوزنِ مژگاں :- پلک کے نرم و نازک گنجان بالوں کا خوبصورت حلقہ۔
(۳) بلبلِ بیباک نظر :- شعر و شاعری میں نڈر، لاپروا، چنچل قسم کی عورت کو کہا جاتا ہے۔
(۴) تنگ و چست لباس :- ایسا لباس جو جسم کی ہر ہر ساخت کو واضح کر دے۔
(۵) جوبن کا اُبھار :- یہ ایک بازاری لفظ ہے جو سیاہ کار، بدکار عورتوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی جوانی و مستی کی وہ حالت جو بازاری غنڈوں کو بے قرار کر دیتی ہے۔
(۶) قبا :- وہ خاص لباس جو گردن سے پیروں تک ڈھکا رہتا ہے۔

(۷) مسکی جاتی ہے :۔ مسکی جاتی ہے سے مُراد پھوٹ پڑتی ہے، یعنی جسم کی نوخیز جوانی اور اُس کی تر و تازگی، پُرشبابی ایسی بھرپور ہے کہ قبا اسکو برداشت نہ کر پاتی پھٹ جاتی ہے۔

(۸) جوبن کا پھٹ پڑنا :۔ جوبن کا پھٹ پڑنا ایسے وقت کہا جاتا ہے جب کسی دوشیزہ کی جوانی و مستی اپنے بدن کے لباس کو تار تار کر رہی ہو۔

(۹) سینہ و بَر :۔ سینہ کے معنی چھاتی اور بَر، کمر کا نچلا حصّہ (سُرین) برون کے معنی باہر ہونا، یہ جملہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی دوشیزہ کی چھاتی اور اُس کے پشت کا اُبھار کپڑوں سے باہر ہو رہا ہو۔

اعلیٰ حضرت خان بابا کے قصیدے میں جو الفاظ و محاورے تھے ہم نے اسکی تشریح کر دی۔ ہمارا قلم اس نجس و ناپاک، رکیک و فحش بازاری عنوان کی شرح کرنے پر آمادہ نہ تھا لیکن کیا کیا جائے جو شخص اپنے ماسوا سارے جہان کے مسلمانوں کو بے ایمان، مُرتد، ملعون، مردود، بے ادب، گستاخ کہا کرتا تھا (جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں آچکی ہے) ایسے شخص کی جہالت، سفاہت، حماقت، بے ادبی، گستاخی نے اس قصیدے میں ان تمام حدود کو پار کر دیا جو بازاری عاشق اپنی بازاری معشوقہ کیلئے استعمال کرتا ہے۔

با ادب با ایمان، بے ادب بے ایمان

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہؓ نبی اکرم شفیعِ اعظم، خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ محترمہ، صدّیق اکبرؓ کی صاحبزادی، اُمّت کے تمام مرد و خواتین کی مقدس ماں، جنکا ادب و احترام اُن تمام ماؤں سے کہیں بلند و بالا ہے جو دُنیا میں مائیں کہلاتی ہیں اور جن کا ادب و احترام قرآن حکیم کی سُورۃ نور اور

سورۂ احزاب میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے خصوصاً سورۂ نور میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی طہارت و پاکی میں مسلسل دو رکوع ۹ و ۸ پارہ ۱۸ موجود ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ کے بارے میں سیدالملائکہ جبرئیل امین نے فرمایا تھا:

یَا مُحَمَّدُ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

یارسول اللہؐ! یہ آپ کی دنیا و آخرت کی بیوی ہیں۔

مشہور تابعی مسروق بن الاجدع الہمدانی اصحابِ رسول کا قول نقل کرتے ہیں

سیدہ عائشہ، صدیقؓ کی بیٹی صدیقہؓ، اللہ کے حبیب کی حبیبہؓ (محبوب و چہیتی بیوی) اور جن کی طہارت و پاکی آسمان سے نازل ہوئی۔

(الاجابہ امام بدرالدین الزرکشی)

ایک مرتبہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سیدہ اُم سلمہؓ سے فرمایا،

اے اُمّ سلمہؓ! عائشہؓ کے بارے میں مجھے ایذا نہ دو وہ تم میں واحد خاتون ہیں جن کے حجرے میں خلوت کے وقت بھی وحی آجایا کرتی ہے (بخاری)

خان بریلوی کو کس طرح سمجھایا جائے کہ اُمّتِ مسلمہ کی اس مقدس ماں کا ادب و احترام کس طرح ہونا چاہیئے۔

ان کی عظمت و شان کا کیا عنوان ہونا چاہیئے، ان کا پاکیزہ تذکرہ کس حُسن و خوبی سے ادا کرنا چاہیئے؟ جاہل کو تو سمجھایا جا سکتا ہے کیونکہ وہ جاہل ہے لیکن پڑھے لکھے جاہل کو کیسے سمجھایا جائے؟

اِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْكَ مُصِیْبَةٌ، وَاِنْ كُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَةُ اَعْظَمُ۔

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا یہ شرمناک تعارف جو بے ادب اعلیٰ حضرت کی زبان و قلم سے جاری ہوا ہم یہ کہکر اپنا قلم روک دیتے ہیں۔

خان بابا، اپنی ماں کا جوبن ابھار، یا کم از کم اپنی بیوی بیٹی کا حسن و بہار ایسے ہی فحش و رکیک بازاری الفاظ میں یکبارگی خود بیان کر دیتے۔

انبیاء سابقین کے کلام نبوت میں یہ بات مشترک رہی ہے:

اِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ۔

جب حیا ختم ہو جائے تو جو چاہے کر۔

احمد رضا خان کی تعلیمات و ہدایات

احمد رضا خان اپنی کتاب "الامن والعلی صفحہ ۲۹" پر لکھتے ہیں۔

اولیاء اللہ سے مدد مانگنا اور انھیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع (شرعی حکم) اور شئ مرغوب (پسندیدہ عمل) ہے۔

انبیاء و مرسلین، اولیاء اللہ، علماء، صالحین سے ان کے وصال کے بعد بھی استعانت (مدد طلبی) جائز ہے۔ اولیاء اللہ بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف (لین دین وغیرہ) کرتے ہیں۔

خان صاحب بریلوی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو بھی اپنی مشکلات و مصائب میں پکارو وہ مدد کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں اور پکارنے والے کی مصیبت دور کر دیتے ہیں۔

اور یہی بات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں بھی لکھتے ہیں کہ مصیبت اور حاجت کے وقت انھیں پکارا جاسکتا ہے اور پھر اس سفید جھوٹ کی تائید اور صداقت کے لئے خود اپنا عمل نقل کرتے ہیں کہ:

میں نے جب بھی مدد طلب کی "یا غوث" ہی کہا ایک مرتبہ
میں نے ایک دوسرے ولی (حضرت محبوب الٰہی) سے مدد مانگنی
چاہی مگر میری زبان سے ان کا نام نہ نکلا، بلکہ زبان سے "یا غوث"
ہی نکلا۔ (ملفوظات ص۳۰۷)

خان بابا سے پوچھا گیا، کیا اولیاء اللہ ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی
قوت رکھتے ہیں؟

جواب دیا، اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں
دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوح
کریم تو تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

(ملفوظات ص۱۱۳، خالص الاعتقاد ص۴۰)

اس سلسلے میں احمد رضا خان بریلوی نے چند حکایات و قصّے کہانیاں
لکھّی ہیں جو بے سند مَن گھڑت قسم کی ہیں۔ اور ان جھوٹی و فرضی روایات کو
قرآن و حدیث جیسا مقام دیا ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ یہ شک و شبہ سے
پاک ہیں۔ طبقہ صُوفیہ میں سیّد احمد بدوی اور محمد بن فرغل مشہور و معرُوف
ہیں۔ ان دونوں کے بارے میں خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

انھوں نے فرمایا جسے کوئی حاجت ہو تو وہ میری قبر پر حاضر
ہو کر اپنی حاجت مانگے تو میں اس کی حاجت پوری کر دوں گا۔

(رسائل رضویہ ج ۱ ص۱۸۹)

شیخ احمد بدوی نے یہ بھی کہا ہے کہ تم میں اور مجھ میں یہ ہاتھ بھر مٹی
ہی تو حائل ہے (یعنی میں ہر وقت ہر مسلمان کے ساتھ ہوں جب وہ مجھ سے
حاجت طلب کرتا ہے میں اس کی حاجت پوری کر دیتا ہوں)۔

خان صاحب نے اولیاء اللہ کے مقام و منصب کے بارے میں یہ گوہر افشانی کی ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

آفتاب طلوع نہیں ہوتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے کہ جو کچھ اس سال میں ہونے والا ہے۔

نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ بھی اس میں ہونے والا ہے۔

نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔

مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم تمام سعید و شقی (نیک و بد) مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے میں اللہ عزّ و جل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں۔

اگر میری زبان پر روک شریعت نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں اندوختہ کرکے رکھتے ہو۔ میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔ (خالص الاعتقاد بریلوی ص۴۹)

اولیاء اللہ کے بارے میں خان بابا کا یہ فتنہ کا نہ عقیدہ صرف اُن کا اپنا خانہ ساز عقیدہ ہے جو ملّت کے کسی بھی فرقے جس میں سارے گمراہ فرقے بھی آجاتے ہیں کسی کا بھی عقیدہ نہیں اس سلسلے میں خان صاحب اور انکی ذریت تنہا و یکتا ہے پھر اس کے باوجود خان صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہی مسلمان اہل سنّت والجماعت ہیں کسقدر مضحکہ خیز و جاہلی دعویٰ ہے؟ اللہ تعالیٰ اس جہالت سے سب کو بچائے۔

قرآن حکیم کی ایک آیت جسکو غیوب خمسہ کہا جاتا ہے یعنی وہ غیبی اُمور جسکا علم سوائے رب العالمین کے کسی بشر کو حاصل نہیں وہ یہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۔ الخ الآیہ (سورۂ لقمان آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے۔ وہی مینہ برساتا ہے۔ وہی جانتا ہے جو کچھ مادر رحم میں ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا۔ اور کوئی شخص جانتا نہیں کہ وہ کس زمین (جگہ) میں مرے گا۔

خان صاحب بریلوی اللہ تعالیٰ کے ان خصوصی علوم کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور نہ ان کو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاص قرار دیتے ہیں جبکہ ملّتِ اسلامی کے اوّلین و آخرین نے اِن علوم خمسہ کو اللہ تعالیٰ کا خاصّہ قرار دیا ہے اور خود قرآن حکیم اور احادیثِ صحیحہ کی وضاحت بھی یہی ہے۔

لیکن خان صاحب کی تحقیق ملاحظہ فرمایئے، لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو نہ صرف یہ کہ خود ان باتوں کا علم ہے بلکہ ان باتوں کو آپ جسے چاہیں عطا کر دیں۔ چنانچہ حضورؐ کی اُمّت کے ساتوں قطب اِن باتوں کو جانتے ہیں، اگرچہ قطب کا درجہ غوث کے نیچے ہے پھر غوث کا کیا کہنا (وہ تو قطبوں کے بھی قطب ہیں)۔ (خالص الاعتقاد بریلوی ص۵۳ و ۵۴)

خان صاحب نے نبی اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے بارے میں لکھا ہے:

حضور علیہ السلام کی نگاہِ پاک ہر وقت عالم کے ذرّہ ذرّہ پر ہے، نماز، تلاوت، قرآن، محفلِ میلاد شریف، نعت خوانی کی مجالس میں اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک سے تشریف فرما ہوتے ہیں۔

اہل اللہ کے بارے میں یہ طرفہ تماشہ ملاحظہ کیجیئے۔ لکھتے ہیں :

اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالتِ بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں، اہلِ بصیرت حضور علیہ السلام کو دورانِ نماز بھی دیکھتے ہیں۔

بے شک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ظاہری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں جس طرح ملائکہ غائب کر دیئے گئے حالانکہ وہ سب اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا جمال دکھا کر عزت و بزرگی عطا فرمانا چاہتے ہیں تو اس سے حجاب کو دور کر دیتے ہیں۔

خان بریلوی اپنی اس تحقیق و دعویٰ کو ایک کافر کی مثال سے ثابت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں :

جب کہ کرشن کنہیا کافر تھا ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا تو حضرت فتح محمد (ایک بزرگ کا نام) اگر چند جگہ ایک وقت میں دیکھے گئے تو کیا تعجب ہے ؟

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۲۲ ، ملفوظات ص ۱۴)

عقلی افلاس کی اس سے بدترین اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

خان بابا نے دعویٰ تو اسقدر بلند و بالا کر دیا، لیکن دلیل قرآن و حدیث کی نہیں بلکہ ایک مشرک و کافر بے دین کی پیش کر رہے ہیں، گویا خان بابا کے ہاں کرشن کنہیا کوئی مقدس و عظیم شخصیت ہے جسکو بطور حجت دلیل پیش کیا۔ کذاب و دجال بھی خان بابا کے ہاں حجت و دلیل شمار ہوتا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔

احمد رضا خان کے ایک مرید اس پر یہ حاشیہ چڑھاتے ہیں :

امام بریلویت جناب احمد رضا خان بریلوی بھی اس صفتِ الٰہیہ میں ان کے شریک ہیں آپ آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں، اور ہماری مدد کرتے ہیں۔ (انوار رضا ص۲۴۶)

خان بابا کی یہ ساری عمارت سازی اسی فسلفے کو جاری وساری کرنے کے لئے تھی کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے معتقدین خان بابا کی پوجا کریں۔ اس طرح ان کا نام و پیام جاری وساری رہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

خان صاحب اپنے ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں:

جو شخص کسی نبی یا رسول یا کسی ولی سے وابستہ ہوگا تو وہ اُسکے پکارنے پر حاضر ہوجائے گا، اور مشکلات میں اسکی دستگیری کریگا۔

صوفیہ کے مشائخ بھی اپنے مریدوں کو مشکلات سے رہائی عطا کرنیکی قدرت رکھتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک جھوٹی روایت یہ بھی نقل کرتے ہیں:

اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِى الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا بِاَهْلِ الْقُبُوْرِ۔

ترجمہ:۔ جب تم اپنے معاملات میں حیران و پریشان ہوجاؤ تو اہل قبور (مُردوں) سے مدد طلب کرلو۔ (الامن والعلی ص۴۶، احمد رضا)

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیاء کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں۔ (احکام شریعت احمد رضا خان ص۷)

خان صاحب یہ بھول گئے، زندوں سے مدد و مشورہ کرلینے کا حکم دیدیتے تو پھر بھی خیر تھا لیکن مُردوں سے مدد چاہنا جبکہ وہ خود ہی زندوں کی مدد و دعا کے محتاج ہیں دوسروں کی کیا مدد کریں گے؟

لیکن خان صاحب نے ملّتِ اسلامیہ کے تمام افراد کو یہ طلسماتی و ظلماتی

نظریہ دے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اور کائنات کا سارا نظام اپنے مقرب بندوں کے سپرد کر دیا ہے اور خود کائنات کا نظارہ کئے بیٹھا ہے اب اُس کے خاص بندے ہی نظام کائنات چلا رہے ہیں۔ انہی کے اشارے اور دینے لینے سے مخلوق کو جو کچھ مل رہا ہے وہ سب ان خاص بندوں کی عطا و بخشش ہے وہ جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم رکھیں، زندگی موت، رزق و شفا غرض تمام خدائی اختیارات ان مُردہ بندوں کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔

خان بابا احمد رضا خان نے اولیاء اللہ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا ہے دو ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

ذی تصرف بھی ہیں ماذون بھی مختار بھی ہیں
کارِ عالم کا مدبّر بھی ہیں عبد القادر
(حدائق بخشش ص۲۸)

قادر کل کے نائب اکبر — کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
انکے ہاتھوں میں ہر اک کنجی ہے — مالک کل کہلاتے یہ ہیں

(سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ)

بریلوی مذہب کے امام اور مرشد امام احمد رضا خان کا عقیدہ یہ تھا کہ اولیاء اللہ اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان کا علم و ادراک سمع و بصر دنیا کی زندگی سے کہیں زائد اور قوی تر ہوتا ہے۔ (بہار شریعت ص۵۸)

شیخ جیلانی ہر وقت دیکھتے ہیں اور ہر ایک کی پکار سنتے ہیں۔
اولیاء اللہ کو قریب و بعید کی سب چیزیں برابر دکھائی دیتی ہے۔
ایک بریلی فاضل لکھتے ہیں:

مُردے سُنتے ہیں اور اپنے محبوبین کی وفات کے بعد مدد کرتے ہیں۔

ایک اور بریلی فاضل لکھتے ہیں :

یا علی، یا غوث کہنا جائز ہے کیونکہ اللہ کے پیارے بندے برزخ میں سُن لیتے ہیں۔

ان فاضلین کے پیر و مُرشد خان بابا یہ عقیدہ رکھتے ہیں:

انبیاء اور اولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی بلکہ انھیں زندہ دفن کر دیا جاتا ہے۔ (ملفوظات ج ۳ ص۲۷۶)

اس جھوٹ و مَن گھڑت عقیدے پر خان بابا یہ حاشیہ بھی لگاتے ہیں۔

قبر شریف میں اُتارتے وقت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم اُمّتی اُمّتی فرما رہے تھے۔ (رسائل رضویہ ص۲۲۱)

حضرت خان بابا کے اس حاشیہ پر بابا کے ایک اور چیلے نے یہ اضافہ کیا ہے:

جس وقت حضور اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کی رُوح اقدس قبض ہو رہی تھی اُس وقت بھی جسم میں حیات موجود تھی۔

(حیاتُ النبی کاظمی ص۱۰۴)

ایک تیسرے مُرید باصفا نے ایک لمبی چھلانگ اور لگائی :

تین روز تک روضہ شریف سے برابر پانچوں وقت اذان کی آواز آتی رہی۔ (التحقیق والتقلید ص۸۶)

بریلویت کا سیاہ چہرہ اُسی وقت مزید واضح ہو گا جبکہ یہی قصّہ کہانی اولیاء اللہ کے بارے میں سُنا و پڑھا جائے، لکھتے ہیں۔ صرف انبیاء کرام تک ہی محدُود نہیں بلکہ بزرگان دین بھی اس فضیلت کے حامل ہیں۔

بریلویت کے مفتی عام صدر الافاضل نعیم الدین لکھتے ہیں :

اللہ کے ولی مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں ان کی ارواح صرف اک آن کے لئے خروج کرتی ہے پھر اسی طرح جسم میں ہوتی ہے جس طرح پہلے تھی۔ (فتاویٰ نعیمیہ ص۲۴۵)

مفتی صاحب قبلہ کے امام و مرشد احمد رضا خان کی تحقیق نادر ملاحظہ کیجیے۔ لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ بعد الوصال زندہ، ان کے تصرفات و کرامات پائندہ، ان کا فیض بدستور جاری، اور ہم غلاموں، خادموں، محبوں، معتقدوں کے ساتھ وہی امداد و اعانت ساری۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص۲۳۶)

ایک طلسماتی قصہ

مکۃ المکرمہ میں ایک عارف نے مجھ سے کہا پیر و مرشد میں کل ظہر کے بعد مر جاؤں گا، حضرت یہ اشرفی لیں آدھی اشرفی میں میرا کفن اور دیگر آدھی میں میرا دفن کا انتظام فرما دیں۔

چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت اس نے طواف کیا پھر مطاف کے ایک کونے میں لیٹ گیا، میں نے دیکھا کہ روح پرواز کر چکی ہے، دفن کے وقت اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں میں نے کہا، کیا موت کے بعد زندگی؟

کہا۔ اَنَا حَیٌّ وَکُلُّ مُحِبِّ اللّٰہِ حَیٌّ۔ (میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر دوست زندہ رہتا ہے۔ (رسائل رضویہ ص۲۴۵)

خان بابا احمد رضا خان اسکی تصدیق کے لئے اپنی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:

ایک بزرگ نے انتقال کے بعد فرمایا، میرا جنازہ جلدی لے چلو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میرے جنازے کا انتظار فرما رہے ہیں۔ (حیات النبی بریلوی ص۴۶)

اگر یہ باتیں خواب و خیال کی ہوتیں تو خیر نقل کرنے میں مضائقہ نہ تھا کیونکہ خواب و خیال میں ہر صورت ممکن ہے عالم خواب ایک ایسا وسیع عالم ہے جس میں ممکن ناممکن، محال ممتنع کی کوئی قید نہیں ہوتی، خواب میں کسی کا ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا، زمین میں دھنسنا، سر کے بل چلنا سب کچھ ممکن ہے۔ اور اس سے بھی عجیب تر صورتیں خواب میں دیکھی جاتی ہیں۔

اب اگر کوئی شخص ایسے خواب و خیال کو حقیقتِ واقعہ سمجھے اور پھر اس کو اپنا اسلامی عقیدہ قرار دے لے تو یقیناً وہ ایک فریب خوردہ، دیوانہ، پاگل، ہولا انسان نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسے بے عقل مخبوط الحواس کی اس سے زیادہ اور کیا حیثیت ہوگی؟

خان بابا نے ایسے ہی فرضی، من گھڑت واقعات و روایات کو علم و یقین کا درجہ دے دیا ہے۔ ضَلَّ فَاَضَلَّ۔

رضاخانی فتوے بیک نظر

بریلوی حضرات نے ملت اسلامی کے نامی گرامی علماء کو جس انداز سے کافر قرار دیا بلکہ ان کے کفر و شرک میں کسی بھی مسلمان نے شک و شبہ کا اظہار کیا اسکو بھی کافر قرار دیا ہے اسکا احاطہ کرنا بڑا مشکل ہے کیونکہ ان کے اس فتوے کے تحت ہندوستان ہی نہیں دنیا کا ہر مسلمان کافر قرار پاتا ہے۔

گزشتہ صفحات میں اُن تمام اہل علم و فضل کے نام لکھ دیئے گئے ہیں جنکو خان بابا اور اُن کی ذریت نے کافر، مشرک، مُرتد، ملحد، زندیق، لعین، مردُود، ناپاک، خبیث، ملعون، بے دین، خبیث کُتے قرار دیا ہے۔ زیرِ مطالعہ

کتاب کا (شمارہ ۱۳) یکبار پھر پڑھ لیں۔

اب رضاخانیوں کے ان جاہلوں اور غافلوں کے فتاوے پیک نظر ملاحظہ کیجئے۔

(۱) قاسمیہ (دارالعلوم دیوبند سے فارغ شدہ علماء) ملعون و مرتد ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۹)

(۲) تحذیر النّاس (کتاب کا نام) مرتد نانوتوی کی ناپاک کتاب ہے۔ (مولانا محمد قاسم صاحب دارالعلوم دیوبند)۔ (تجانب ص ۴۳)

(۳) جہنمیوں کے جہنّم میں جانے کی ایک وجہ گنگوہی (محدّث اعظم رشید احمد صاحب گنگوہیؒ) کی پیروی ہوگی۔ (حسّام الحرمین ص ۲۱)

(۴) رشید احمد کو جہنّم میں پھینکا جائے گا اور آگ اسے جلائیگی اور اپنا مزہ چکھائیگی۔
(خالص الاعتقاد ص ۹۲)

(۵) (اعلیٰ حضرت احمد رضا خان) لکھتے ہیں، رشید احمد کی کتاب براہین قاطعہ کفری قول اور پیشاب سے بھی زیادہ پلید ہے جو ایسا نہ سمجھے وہ زندیق (بے دین) ہے۔ (سبحان السبوح ص ۱۳۴)

(۶) جو شخص اشرف علی (حکیم الامّت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کو کافر کہنے میں توقف کرے۔ (یعنی اقرار نہ کرے) اس شخص کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔
(فتاویٰ آفریقہ ص ۱۲۴)

(۷) بہشتی زیور (مولانا تھانویؒ کی کتاب) کا مصنّف کافر ہے تمام مسلمانوں کو اس کتاب کا دیکھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۳)

(۸) دیوبندیوں کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۸۲)

(۹) ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۹۲)

(۱۰) جو شخص دیوبند کے مدرسہ کی تعریف کرتا ہے اور دیوبندیوں کو برا نہ کہتا

ہو وہ بھی کافر ہے۔

(۱۱) دیوبندیوں کے ساتھ کھانا پینا، سلام کلام کرنا، ان کی موت و حیات میں کسی طرح کا کوئی برتاؤ کرنا حرام ہے ان کو اپنے ہاں نوکر رکھنا حرام ہے اِن سے دُور بھاگنے کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۱۱)

(۱۲) انھیں قربانی کا گوشت دینا بھی جائز نہیں۔ (جبکہ کافر کو بھی دیا جاسکتا ہے)
(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۱۰)

(۱۳) دیوبندیوں کا کفر ہندوؤں، عیسائیوں اور مرزائیوں (غلام احمد قادیانی کے پیروؤں) سے بھی بدتر ہے۔

(۱۴) دیوبندیوں کی کتابیں ہندوؤں کی پوتھیوں سے بھی بدتر ہیں، ان کتابوں کا دیکھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۳۶)

(۱۵) اشرف علی (حکیمُ الامّت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کے عذاب اور کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ص ۱۳۶)

(۱۶) دیوبندیوں کی کتابیں اس قابل ہیں کہ اُن پر پیشاب کیا جائے ان کتابوں پر پیشاب کرنا پیشاب کو مزید ناپاک کر دیتا ہے۔
(سبحان السبوح ص ۷۷، مؤلف احمد رضا خان)

(۱۷) جو اعلیٰ حضرت کو بُرا کہے اُس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔
(فتاویٰ نعیم الدین مراد آبادی ص ۶۴)

(۱۸) ان سب (یعنی علماء دیوبند، علماء سہارنپور، علماء ندوہ و دہلی وغیرہم) سے میل جول قطعی حرام ہے ان سے کلام سلام حرام ہے، اِنھیں پاس بٹھانا حرام ہے، ان کے پاس بیٹھنا حرام ہے، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت کرنا حرام، مرجائیں تو مسلمانوں کا سا انھیں غسل و کفن دینا حرام، ان کا جنازہ

اٹھانا حرام، ان پر نماز جنازہ پڑھنا حرام، ان کو مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، اور ان کی قبر پر جانا حرام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۹۰)

نوٹ:۔ یہ تفصیلی فتویٰ احمد رضا خان بریلوی کا، اس کے علاوہ وہ یہ بھی لکھتے ہیں:

ان سے بیاہ شادی کرنا جائز نہیں، سلام کرنا ممنوع ہے، ان کا ذبیحہ (ذبح کیا جانور) نادرست، یہ لوگ گمراہ، بے دین ہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں، اختلاط و مصاحبت (ملنا جلنا) ممنوع۔ (مجموعہ فتاویٰ نعیم الدین مرادآبادی ص ۱۱۳)

(۱۹) وہابیوں سے مواخذہ کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ ان کے کنوئیں کا پانی بے تحقیق نہ پئیں، ان کے سلام کا جواب دینا حرام ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۴۷)

(۲۰) احمد رضا خان یہ بھی لکھتے ہیں، اگر وہابی سے نکاح پڑھوایا تو نہ صرف یہ کہ نکاح نہیں ہوا بلکہ اسلام بھی گیا، تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۷)

شرمناک ناپاک تحریریں

بریلی بدعتی مذہب کے مؤسس و مؤجد احمد رضا خان سخت و فحش زبان استعمال کرنے میں مہارت رکھتے تھے اور انکو اسی خبیث صفت نے جاہلوں کے طبقے میں ممتاز کر دیا تھا۔

وہ بے تکلف غلیظ و ناپاک زبان چلاتے، اس سلسلے میں اللہ و رسول کو بھی فراموش کر دیتے۔ اور انہیں اس کی پروا بھی نہ ہوتی۔ ذیل میں خان بابا کی کتاب سے اُن کا ایک فقرہ نقل کیا جا رہا ہے۔ آپ اس کو

پڑھکر کم از کم ستّر مرتبہ استغفار پڑھ لیں۔

شاید اس خبیث و ناپاک، فحش و نجس کلمات پڑھنے سے آپکی زبان ناپاک ہو جائے۔ خذلہ اللہ یوم القیامۃ۔

دیوبندیوں کا خدا رنڈیوں کی طرح زنا بھی کرائے۔ ورنہ دیوبند کی چکلے والیاں اس پر ہنسیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا۔
پھر ضروری ہے کہ تمھارے خدا کی زن (عورت) بھی ہو اور ضروری ہے کہ خدا کا آلہ تناسل بھی ہو، یوں خدا کے مقابلے میں ایک خدائن بھی ماننی پڑے گی۔ (سبحان السبوح ص١٤٢، موتف احمد رضا خان)

حقیقت یہ ہی ہے کہ خان بابا پر زندگی بھر ابلیس سوار رہا ہے۔
(اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ)

اسکی تصدیق خود خان بابا کرتے ہیں:

میں حُقّہ پیتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا تاکہ شیطان بھی میرے ساتھ شریک ہو جائے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

تشریح:۔ خان صاحب کے حقّہ پیتے وقت بسم اللہ نہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں وضاحت آئی ہے۔ کھانا پانی پیتے وقت بسم اللہ کہی جائے تو شیطان کھانے میں شریک نہیں ہو سکتا وہ بھاگ جاتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو وہ شریک ہو جاتا ہے۔

اب خان صاحب اپنے محبوب و مخلص دوست شیطان مردود کو اپنے حقّے میں شریک کرنے کیلئے بسم اللہ نہیں پڑھا کرتے تھے تاکہ وہ بھی اپنے مخلص دوست خان بابا کیساتھ حُقّے میں شریک ہو جائے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

سڑی زبان، گندہ کلام

نوٹ :۔ اس عنوان کو سمجھنے کے لئے چند کلمات پڑھ لیں۔

حکیم الاُمت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ نے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے چند اعتراضات کے شریفانہ مہذب جواب اپنے ایک مختصر رسالہ میں لکھے تھے خان صاحب نے مولانا تھانوی ؒ کے رسالہ کا جواب جس گندی بے ہودہ و بازاری زبان میں دیا اس نے بریلی شریف کے ہیجڑوں کی زبان کو بھی مات کر دی۔ یہاں اس سڑی زبان کے چند جملے درج کئے جاتے ہیں۔

خان بابا نے مولانا تھانوی ؒ کے رسالہ کا نام "رسلیا" رکھا ہے۔ لکھتے ہیں :

تھانوی صاحب ! اس دسویں کھاوی پر اعتراضات میں ہمارے اگلے تین پر پھر نظر ڈال لیئے۔ دیکھئے وہ رسلیا والے (تھانوی ؒ) پر کیسے ٹھیک اُتر گئے۔

کیا اتنی ضربات عظیم کے بعد بھی نہ سُوجی ہو ؟
رسلیا کہتی ہے میں نہیں جانتی میری ٹھیرائی پر اُتر ؟
دیکھوں تو اس میں تم میری ڈیڑھ گرہ کیسے کھولے لیتے ہو ؟
اُف ری رسلیا تیرا بھول پن، خون پوچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔
رسلیا والے نے اپنی دوشقی میں تیرا احتمال بھی داخل کر لیا۔

(وقعات السنان، ص۲۰، ص۵۱، ص۴۷)
مطبوعہ کراچی

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ؒ نے بھی ایک کتاب "شہاب ثاقب" نامی لکھی جس میں خان صاحب کے اعتراضات کے شریفانہ جواب مذکور ہیں۔

خان بابا نے اس کتاب پر اس طرح تبصرہ کیا:

کبھی کسی بے حیا سی بے نیا ناپاک، گھنونی سی گھنونی، بے باک سی بے باک، پاجی کمین گندی نے اپنے خصم کے مقابلے بے دھڑک ایسی حرکات کیں ہیں؟ آنکھیں میچ کر گندہ مُنھ پھاڑ کر اس پر فخر کئے انھیں سر بازار شائع کیا۔

سُنتے ہیں کہ ان میں کوئی نئی نویلی، حیادار، شرمیلی، بانکی نکیلی، میٹھی رسیلی، اچپل، البیلی چنچل، اٹیلی اجودھیا باشی آنکھ یہ نان لیتی ہے۔ ع

نا چنے ہی کو نکلے تو کہاں کا گھونگھٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی غمزہ تراشا اور اسکا نام "شہاب ثاقب" رکھا۔

(خالص الاعتقاد ص۲۲، احمد رضا خان)

بریلوی مذہب کے بانی و مؤسس کا

مختصر تعارف

احمد رضا خان ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش (یو پی) کے ضلع بریلی میں پیدا ہوئے ان کی تاریخ پیدائش ۱۴ جون ۱۸۵۶ء ہے اور تاریخ وفات ۱۹۲۱ء (۶۶ سال کی عمر)

ان کے باپ کا نام علی نقی، دادا کا نام رضا علی تھا، والدہ نے ان کا نام "امن میاں" رکھا، والد نے "احمد میاں"۔ دادا نے احمد رضا رکھا تھا۔

لیکن خان صاحب نے کسی نام کو بھی پسند نہیں کیا، ہوش آیا تو اپنا نام "عبد المصطفےٰ" رکھ لیا۔ اور اسی نام کا استعمال کثرت سے کیا کرتے تھے، پھر جوانی میں دادا کا نام رکھ لیا اور اسی نام سے پکارے گئے۔

احمد رضا خان کا رنگ گہرا سیاہ (کالا) تھا۔ ان کے مخالفین انھیں چہرے کی سیاہی کا طعنہ دیا کرتے تھے۔

ان کی مخالفت میں جو کتابیں لکھی گئیں تھیں ان میں ایک کتاب کا نام "اَلطِّینُ الّازِبُ عَلَی الْاَسْوَدِ الْکَاذِب"۔ (مولف مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری مبلغ خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون)۔

"کالے جھوٹ پر پکّی خاک"

کتاب کے اس عنوان پر خان صاحب کے مُریدوں نے بہت شور مچایا تھا اور ندامت سے بچنے کے لئے مختلف حیلے بہانوں کا سہارا لیا۔ بعض نے کہا اعلیٰ حضرت سیاہ فام نہ تھے گندمی تھے لیکن کالوں میں گورے نظر آتے تھے۔ بعضوں نے لکھا کہ اعلیٰ حضرت خوبصورت، میانہ قد، نازک بدن تھے، رنگ روپ کا تذکرہ ہی نہیں۔ بعضوں نے سفید جھوٹ کا سہارا لیا اور لکھا کہ اعلیٰ حضرت کا رنگ سفید و صاف تھا۔

لیکن یہ حقیقت ہے کہ احمد رضا خان کی ساری اولاد سیاہ فام تھی، سنہ ۱۹۷۳ء کے قرب وجوار میں خان صاحب کی اولاد کا ایک قافلہ حیدرآباد آیا تھا، راقم الحروف نے سب کو سیاہ فام ہی پایا۔

بحث یہاں سیاہ، سفید سے نہیں لیکن اندھی عقیدت کا کیا علاج ہے کہ آج بھی اُن کے چیلے چپاٹے خان بابا کو نورانی، طورانی قرار دینے کیلئے اپنی زبانیں کالی کر رہے ہیں۔

مدّعی سُست، گواہ چُست

خان صاحب کے ایک بھتیجے لکھتے ہیں کہ:

ابتدائی عمر میں حضرت کا رنگ گہرا گندمی تھا لیکن مسلسل

محنت ہائے شاقہ نے آپ کی رنگت کی آب و تاب ختم کردی تھی۔
(حیات اعلیٰ حضرت از بستوی ص۲)

خان صاحب کے معتقدین لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت بہایت نحیف و نزار تھے۔ درد گردہ اور دوسری کمزور کر دینے والی بیماریوں میں مبتلا تھے، کمر کی درد کا شکار تھے، درد سر اور بخار کی شکایت عام حالت تھی، ایک آنکھ بے نور تھی، طویل مدت تک علاج کروایا درست نہ ہوئی، ان کی یادداشت بھی کمزور تھی، ایک دفعہ وہ طاعون میں بھی مبتلا ہوئے۔ مزاج بہت تیز تھا، بہت جلد غصے میں آجاتے۔

خان صاحب خود لکھتے ہیں کہ:

درد سر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء کرام کو ہوتے ہیں، الحمدللہ مجھکو بھی اکثر حرارت و درد سر رہتا ہے۔
(ملفوظات ج ۱ ص۶۴)

زبان کے مسئلے میں بہت ہی غیر محتاط تھے، لعن وطعن کثرت سے کیا کرتے تھے، فحش کلمات کا استعمال بھی ایک طبعی حالت تھی، بعض اوقات ایسے کلمات کہدیا کرتے جسکو عام بازاری آدمی بھی استعمال نہ کرتا ہو، بہت سے مخلص دوست بھی ان کی اس بُری عادت کی وجہ سے متنفر ہونا شروع ہوگئے۔ ان میں مولوی محمد یٰسین صاحب بھی ہیں جو مدرسہ اشاعت العلوم کے مہتمم تھے اور جنھیں احمد رضا خان نے اپنے اُستاد کا درجہ دیدیا تھا یہ بھی خان صاحب سے علیحدہ ہوگئے۔

اور خصوصی بات تو یہ ہے کہ خان صاحب کے والد نے جو مدرسہ مصباح التہذیب کے نام سے قائم کیا تھا وہ مدرسہ بھی خان صاحب کے ہاتھوں محض انکی سخت کلامی

ترش روئی، سخت مزاجی، آوارہ لسانی سے نکل گیا۔ مدرسہ کے منتظمین نے خان صاحب سے علیحدگی اختیار کرلی اور یہ حالت ہوگئی کہ بریلویت کے مرکز میں احمد رضا خان کی حمایت میں کوئی قابل ذکر مدرسہ باقی نہ رہا۔

اور یہ زندہ کرامت آج تک باقی ہے کہ مرکز بریلویت (ضلع بریلی) میں سب سے بڑا، نیک نام کارکردہ مدرسہ اہل سنّت والجماعۃ ہی کا ہے (جس کو بریلوی لوگ وہّابیوں کا مدرسہ کہتے ہیں) حق کی مخالفت کرنے والوں کے نام اسی طرح نشانِ خاک ہوجایا کرتے ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔

کتاب اعلحضرت ص۲۱، من ہو احمد رضا ص۱۵، ملفوظات اعلحضرت ص۲۴، خالص الاعتقاد ص۲۲ از فلیر بلی، انوار رضا ص۳۶۹، الفاضل البریلوی ص۱۹۹، وقعات السّنان ص۱۵ مطبوعہ کراچی

عقائدِ علمائے دیوبند کی مکمل دستاویز

گزشتہ صفحات میں آپ مطالعہ کرچکے ہیں، مولوی احمد رضا نے ندوۃ العلماء ہند کی تاسیس کے موقعہ پر چند امور سے اختلاف کرکے اجتماع سے واک آؤٹ کیا تھا پھر ندوہ اور اہل ندوہ کے خلاف زبردست تحریک شروع کردی تھی جسکا سلسلہ طوالت اختیار کرلیا۔ آخر کار انگریزوں کے شکار ہوگئے مسلمانانِ ہند میں تفریق وانتشار پھیلانے کا کام شروع کردیا۔ سُنّی، وہّابی تحریک چلائی اور وہ سب کچھ کیا جس کا آپ نے گزشتہ صفحات میں مطالعہ کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان پر انگریزوں نے سو سال تک "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی پر کامیابی حاصل کی۔

واقعہ یہ ہے کہ خان صاحب کی یہ مکروہ تحریک اس وقت قوت حاصل کر گئی جب وہ حرمین شریفین (مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ) کے علماء کرام سے علماء دیوبند و سہارنپور، ندوہ و دہلی کے خلاف فتویٰ لے آئے تھے اور اس کی ملک میں بے تحاشا تشہیر کر دی تھی۔

علماء حرمین شریفین خان صاحب اور ان کی جماعت کے مکر و فریب سے ناواقف تھے اِن کی آہ وبکا سے علمائے دیوبند کے خلاف فتویٰ دے دیا پھر بحمد للہ بہت جلد متنبہ بھی ہو گئے اور براہ راست علمائے دیوبند کے عقائد معلوم کرنا چاہا۔ اس سلسلے میں اِن حضرات نے چھبیس ۲۶ سوالات مرتب کئے اور ہندوستان روانہ کر دیا۔

اُس وقت علمائے دیوبند و سہارنپور، ندوہ و دہلی وغیرہ کے سرپرست اور اُستاذ الاساتذہ محدّث کبیر مولانا خلیل احمد صاحبؒ (شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور۔ یوپی) نے اِن سوالات کا جواب عربی زبان میں لکھا، اس رسالہ کا نام "اَلتَّصْدِیْقَاتُ لِدَفْعِ التَّلْبِیْسَات" رکھا، پھر نہایت اہتمام اور حفاظت کے ساتھ حرمین شریفین کے علمائے کرام کی خدمت میں فرداً فرداً پیش کیا۔

(یہی رسالہ اُردو زبان میں "عقائد علمائے دیوبند" کے نام سے دیوبند دہلی و سہارنپور کے کتب خانوں نے شائع کیا ہے)۔

بہر حال علمائے حرمین شریفین کے سوالات اور "علمائے دیوبند" کے جوابات، سوال و جواب کے عنوان سے آپ بھی مطالعہ کیجئے۔ ہمارے اس رسالے میں اُس عربی رسالے کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

آپ پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ علمائے دیوبند اور

علمائے بریلی میں کون اہلِ سنّت والجماعۃ ہیں اور کون اہلِ بدعت وضلالت؟

قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق۔

عُلمائے حرمین شریفین کا خطاب
عُلمائے دیوبند کے نام

اے علمائے کرام! آپ حضرات پر چند لوگوں نے وہّابی عقائد کا الزام عائد کیا ہے اور اس کے ثبوت میں آپکی بعض کتابوں کے حوالے دیئے ہیں اور ان پر ہم سے فتویٰ طلب کیا ہے۔ ہم نے خالی الذّہنی میں جواب دیدیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ دجل وفریب تھا، چونکہ آپکی کتابیں اُردو زبان میں تھیں، ہم حقیقتِ حال سے کماحقّہٗ واقف نہ ہو سکے، لہٰذا آپ حضرات سے چند سوالات دریافت کرنا چاہتے ہیں واضح طور پر جواب دیں۔

سوال ۲۶:۔ مدینہ طیبہ کی زیارت کرنے والا روضۂ نبوی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی نیّت سے سفر کرے یا مسجدِ نبوی شریف کی زیارت کی نیّت سے سفر کرے؟ "شدِّ رحال"[1] کا کیا

---

[1] شدّ رحال حدیث شریف کا کلمہ ہے پوری حدیث اس طرح ہے۔ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ هٰذَا وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ (ترمذی ج ۲، ابواب الصلوٰۃ)
ترجمہ:۔ سوائے تین مسجدوں کے کسی مسجد کا سفر نہ کیا جائے، مسجد الحرام (مکۃ المکرمہ) میری مسجد (مدینہ منورہ) مسجدِ اقصیٰ (قبلۂ اوّل شام)۔

مطلب یہ کہ روئے زمین پر جتنی بھی مساجد ہیں سب اپنی ذات میں ایک حیثیت رکھتی ہیں کہ وہ سب اللہ کے گھر اور عبادت گاہ ہیں۔ مسجد خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، پختہ ہو یا کچی ہر لحاظ سے وہ مسجد ہی کہلائے گی ان میں کسی ایک مسجد کو خاص مقام یا خاص بزرگی حاصل نہیں کہ اسمیں نماز ادا کرنا دوسری مسجد میں نماز ادا کرنے سے زیادہ اجر وثواب رکھتا ہو۔ البتہ تین مسجدیں ایسی ہیں کہ جنکی بزرگی اور فضیلت دیگر تمام مساجد سے اعلیٰ وافضل ہے۔ ان میں ایک نماز ادا کرنا دیگر مساجد کے ہزار ہا ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ احادیثِ صحیحہ میں یہ مذکور ہے کہ مسجد الحرام (مکۃ المکرمہ) میں (باقی اگلے صفحہ پر)

حکم ہے ؟ (یعنی روضۂ نبوی شریف کی زیارت کے لئے مستقل سفر کرنا)۔

جواب:۔ ہمارے اور ہمارے شیوخ واکابر کے نزدیک حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، ثواب عظیم اور سعادتِ عظمیٰ کا ذریعہ ہے، بلکہ زیارتِ نبوی شریف کا حکم واجبات میں شمار کیا جاتا ہے، چاہے کہ اس سفر میں مسجد نبوی شریف اور دیگر مقاماتِ مقدّسہ کی نیّت شامل کرلے۔

علامہ ابن صمام (حنفی فقیہہ) نے سب سے اچھا فیصلہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

بوقت سفر" روضۂ اقدس" کی زیارت کی نیّت کرے جب وہاں حاضر ہوگا تو خود بخود مسجد نبوی شریف کی بھی زیارت ہوجائے گی (کیونکہ روضۂ مبارکہ مسجد نبوی شریف میں ہے) اس صورت میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم زیادہ ہوگی۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ) ایک نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتا ہے۔ دوسری مسجدِ اقصیٰ (قبلہ اول شام) اس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ تیسری مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) اس میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (ترمذی ج ۲، ابواب الصلوٰۃ)

اس تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان تینوں مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد میں صرف نماز ادا کرنے کیلئے سفر کی زحمت اختیار کرنا لاحاصل ہے، کیونکہ ساری مسجدوں کی ایک حیثیت ہے کسی بھی مسجد میں نماز ادا کرلینے سے مسجد کا اجر وثواب مل جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے لکھا ہے روئے زمین کی مذکورہ تین مسجدیں ایسی ہیں کہ ان میں نماز ادا کرنے پر ہزار ہا ہزار گنا اجر وثواب بڑھ جاتا ہے اسلئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی خیر خواہی ونفع رسانی کیلئے نہایت بلیغ انداز میں یہ نصیحت فرمادی کہ کسی اور مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے سفر کی زحمت اختیار نہ کی جائے کیونکہ ہر مسجد کا اجر وثواب یکساں ہے۔ البتہ تین مسجدیں اس سے جدا ہیں ان میں نماز ادا کرنے کیلئے سفر کیا جاسکتا ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے تمام اہل علم واہل تحقیق علماء اور شارحین حدیث نے مذکورہ حدیث شریف کا یہی مطلب بیان کیا ہے جو ایک گہری حقیقت ہے۔ البتہ ملتِ اسلامیہ کی ایک چھوٹی سی جماعت (اہل حدیث، سلفی) نے اس کا انکار کیا اور اسی حدیث شریف سے "روضہ نبوی شریف" کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ کا مستقل سفر کرنا منع قرار دیا ہے (دلیل تو انہی نادانوں سے طلب کی جائے) یہ دراصل علم وفہم کی کمی اور اپنے بڑوں کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ حدیث مذکور پر غور کریں تو خود فیصلہ کریں گے کہ مذکورہ حدیث کا زیارتِ قبور سے کوئی تعلق نہیں، زیارتِ قبور ایک عمل ہے، زیارتِ مساجد دوسرا عمل ہے مذکورہ حدیث میں عام مساجد کیلئے سفر کرنے سے روکا گیا ہے۔ قبروں یا کسی اور اغراض کے تحت سفر کرنے سے منع نہیں کیا گیا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مزید ثبوت کیلئے کتاب "زبدۃ المناسک" مؤلفہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، "احسن المقال" مؤلفہ مفتی صدر الدین دہلویؒ مطالعہ کیجیئے۔

سوال ۲۳:- کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توسّل دُعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح سلف صالحین (صدیقین، شہداء اولیاء اللہ) سے توسّل کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب:- ہم اور ہمارے سارے شیوخ واکابر کے نزدیک اپنی دُعاؤں میں انبیاء کرام واولیاء اللہ وشہداء وصدّیقین کا توسّل جائز ہے اُنکی حیات میں بھی اپنی دُعاؤں میں اس طرح کہہ سکتا ہے۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ) مساجد ومقابر دو علیحدہ علیحدہ مکان ہیں۔ "روضہ نبوی شریف" مسجد نہیں بلکہ قبر شریف ہے جسمیں آپ آرام فرما ہیں۔ قبر شریف "بیت رسول" بھی ہے، بیت رسول یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرنا ایسے ہی ہے جیسا کہ کوئی تحصیل علم، حلال تجارت، یا دوستوں اور والدین کی ملاقات وزیارت کیلئے سفر کرتا ہو۔ ظاہر ہے ایسا سفر نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ عمل بھی ہے جسکی شریعت اسلامیہ میں اجازت ہے۔ خاص طور پر زیارتِ قبور کیلئے سفر کرنیکی اجازت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ترغیب بلکہ حکم بھی دیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّ فِيْ زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةٌ۔ (ابوداؤد ج ۲، کتاب الجنائز)
ترجمہ:- میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کر لیا کرو کیونکہ یہ عمل آخرت کی یاددہانی کرواتا ہے۔

ظاہر ہے (روضہ نبوی شریف) مسجد نہیں بلکہ "قبر شریف" ہے اب ہم اہل حدیث سلفیوں سے یہ سوال کرتے ہیں۔ کیا "قبر نبوی" قبروں میں شمار ہوتی ہے یا نہیں؟

اگر شمار نہیں ہوتی تو پھر اس کا کیا مقام اور کیا نام ہے؟ اور اگر شمار ہوتی ہے اور یقیناً قبروں میں اعلیٰ وافضل تر ہے تو پھر اس کی زیارت کرنی کس حدیث سے منع ہے؟ ہم اہل حدیث سلفیوں سے حدیث ہی میں جواب لیں گے۔ ہم نے تو قبروں کی زیارت کیلئے حدیث صحیح نقل کر دی ہے۔

البتہ اہل مدینہ کے لئے سفر کرنے کی ضرورت نہیں وہ تو گھر والے ہیں لیکن سارے عالم کے مسلمانوں کیلئے آپ کے ارشاد کی تعمیل بغیر سفر ممکن نہیں پھر ویسے بھی سفر کرنا کوئی ممنوع ومکروہ عمل بھی تو نہیں ہے۔ لہٰذا "زیارتِ نبوی" کے لئے سفر کرنا صرف جائز ہی نہیں موجب خیر وبرکت وسعادتِ آخرت ہے۔

وصلّی اللہ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

نوٹ:- ضد وعناد نہ ہو تو حدیث کی یہ مختصر تشریح ہدایت نصیبی کے لئے کافی ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

اے اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ آپ سے دُعا کی قبولیت وحاجت برآری چاہتا ہوں یا اس جیسے دوسرے کلمات کہہ سکتا ہے۔ خطاب صرف اور صرف اللہ ہی سے ہوگا۔ (مزید ثبوت کے لئے شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ مطالعہ کیجیے۔) (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۹۲)

اس سلسلے میں حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی "مناجات مقبول" کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

صدقہ اپنی عزت و اجلال کا ۔۔۔ صدقہ پیغمبر کا اُن کی آل کا
اپنے پیغمبر کا صدقہ اے خدا ۔۔۔ نام جن کا ہے محمد مصطفیٰ
حضرت موسیٰ کا صدقہ اے کریم ۔۔۔ جو ہیں پیغمبر ترے اور ہیں کلیم
اور سب اصحاب وآل مصطفیٰ کے واسطے ۔۔۔ رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے واسطے

نوٹ:۔ مذکورہ اشعار میں خطاب صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔

سوال ۵:۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ حضرات کا کیا عقیدہ ہے اور کیا آپ کی حیاتِ شریفہ عام مسلمانوں کی حیات برزخی کی طرح ہے؟

جواب:۔ ہم اور ہمارے سارے شیوخ واکابر کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں اپنے مبارک جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور آپکی یہ زندگی عام مسلمانوں کی طرح صرف برزخی روحانی نہیں بلکہ نہایت اعلیٰ وارفع زندگی ہے۔

مزید ثبوت کیلئے "آب حیات" مؤلفہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، "المورد الفرسخی فی المولد البرزخی" مؤلفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، "عالم برزخ" مؤلفہ مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند مطالعہ کیجیے۔

سوال ۱۹:۔ مسجد نبوی شریف میں دُعا کرنے والے کو بوقت دُعا مواجہ شریف کی جانب رُخ کرکے آپ کے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ اس مسئلہ میں حنفی فقہاء کی دو رائیں ہیں لیکن ہم اور ہمارے شیوخ و اکابر کے نزدیک بہتر یہی ہے کہ مواجہ شریف کی جانب اپنا منہ کرکے کھڑا ہو اور آپ کے وسیلے سے جناب باری تعالیٰ میں دُعا کرے۔

یہ طریقہ اجابت دُعا کیلئے زیادہ قریب ہے اِسی پر ہمارا اور ہمارے شیوخ و اکابر کا عمل ہے۔

مزید ثبوت کے لئے زُبدۃُ المناسک صفحہ ۱۶، مؤلفہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مطالعہ کیجئے۔

سوال ۲۰:۔ کثرت سے درود شریف پڑھنے اور دلائل الخیرات (درود شریف کی جامع کتاب) و دیگر اوراد کے پڑھنے پڑھانے کے بارے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟

جواب:۔ ہم اور ہمارے شیوخ و اکابر کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب ہی نہیں بلکہ افضل المستحبات عمل ہے اور موجب رحمت و برکات اور باعثِ خوشنودی الٰہی ہے۔ خواہ دلائل الخیرات پڑھکر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل کی تلاوت سے ہو لیکن افضل اور سب سے بہتر وہ درود شریف ہے جس کے الفاظ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں جیسے درود ابراہیمی وغیرہ۔ اگرچہ غیر منقول درود شریف پڑھنا بھی ثواب سے خالی نہیں۔

ہمارے مشائخ طریقت اور اساتذہ کرام "دلائل الخیرات" پڑھا کرتے تھے

اور اپنے مُریدوں کو اجازت بھی دیا کرتے اور آج بھی اسی پر ہمارا عمل ہے (آدابُ النبی) مؤلفہ حکیمُ الامّت مولانا اشرف علی تھانوی مطالعہ کیجیئے۔

سوال ۸:۔ کیا صُوفیہ کرام کے اشغال و اوراد اور ان سے بیعت (پیری مُریدی) آپ حضرات کے ہاں جائز ہے یا نہیں؟

اسی طرح اولیاء اللہ کے سینوں اور انکی قبروں سے باطنی فیوض اور اہل طریقت کی رُوحانیت سے مُریدوں کو نفع ملتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ہمارے نزدیک یہ بات پسندیدہ ہے کہ جب مسلمان عقائد ضروریہ کی دُرستی کرلے اور مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو کسی ایسے شیخ طریقت سے بیعت ہو جائے جو شریعت میں راسخ القدم ہو آخرت کا طالب ہو، دنیا سے بے رغبت ہو، اپنی اصلاح نفس کر چکا ہو، اعمال ضروریہ کا خوگر ہو (یعنی فرائض و واجبات طبیعت ثانیہ ہو چکی ہو) گناہوں سے اجتناب کرتا ہو، خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی دین کا کامل بنانے کی اہلیت رکھتا ہو تو ایسے مُرشد کامل کو اپنا رہنما بنالے اور اس کی ہدایات و تعلیمات پر استقامت سے عمل شروع کر دے اور اس کے بتائے ہوئے ذکر و فکر سے اُس نسبت (تعلق مع اللہ) کو حاصل کرے جو نعمتِ عظمیٰ و غنیمت کبریٰ ہے اور جسکو احادیث صحیحہ میں لفظ "احسان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور جس شخص کو ریاضت و مجاہدہ کے بعد یہ نعمت حاصل نہ ہو اُسکو مایوس نہ ہونا چاہیئے ایسے شخص کا بھی سلسلہ میں شامل رہنا انشاء اللہ تعالیٰ فائدے سے خالی نہ ہوگا۔

بحمد للہ ہم اور ہمارے مشائخ و اساتذہ ایسے مُرشدینِ کاملین کی بیعت میں داخل ہیں اور خود بھی منصبِ ارشاد و تلقین کے حامل رہے ہیں۔ اور

بحمد اللہ آج بھی ہیں، ہماری خانقاہیں و تجربے و کتب تصوف مشہور و معروف ہیں۔
اب رہا اہل طریقت کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے قلوب سے باطنی فیوض کا حصول سو یہ بات درست ہے[1] اور عملاً یہ طریقہ رائج ہے لیکن اس کے حاصل کرنے کا وہ طریقہ نہیں جو عوام میں رائج ہے بلکہ وہ ہے جو خواص اہل دل میں پایا جاتا ہے۔
(واضح رہے کہ یہ مسئلہ تصوف سے و نیز ذوق وجدان سے متعلق ہے)
تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں "التکشف فی مہمات التصوف" مؤلفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، "امداد السلوک" مؤلفہ رشید احمد صاحب گنگوہی، "ارشاد و مرشد" مؤلفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی۔

سوال ۹:۔ کیا آپ حضرات کا خیال ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور کوئی افضل ہے؟

جواب:۔ ہم اور ہمارے سارے شیوخ و اساتذہ کا عقیدہ اس مسئلے میں بالکل واضح ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بہتر اور برتر ہیں اور وہ قرب الٰہی جو آپ کو حاصل ہے کوئی شخص برابر تو کیا اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا، آپ سید الاولین و آخرین ہیں، نبوت و رسالت کے سارے کمالات آپ پر ختم کر دیئے گئے ہیں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین و ایمان کا تقاضہ ہے اس کے خلاف بے دینی اور گمراہی ہے۔

[1] تفصیل ہمارے کسی عالم سے دریافت کر لی جائے۔

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی شان وعظمت میں لکھتے ہیں۔

توفخرِ کون ومکاں زبدۂ زمین وزماں ۔ امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں ۔ ترے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار
اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمّید ہے یہ ۔ کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
اُڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پسِ مرگ ۔ کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاک قاسم کا ۔ کہ جائے کوچۂ اطہر میں تری بن کے غبار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا ۔ بنے گا کون ہمارا ترے سوا غمخوار

نوٹ :۔ سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلّم کی شان ومنقبت میں علمائے دیوبند وسہارنپور کی بے شمار نعتیں وقصائد ہیں اور اس سلسلے میں مستقل رسالے اور کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔

سوال ۱۱ :۔ کیا آپ حضرات حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی نبی ورسول کے وجود کو جائز سمجھتے ہیں درآنحالیکہ حضور اکرم خاتم النبیّن ہیں اور آنحضور کا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اس کے علاوہ ایسے شخص کے بارے میں آپ حضرات کا کیا خیال ہے جو امکانِ نبوّت کو ظاہر کرتا ہو؟

جواب :۔ ہم اور ہمارے مشائخ کرام کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیّین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ الآیہ اور یہی بات احادیث سے ثابت ہے۔

لہٰذا حاشا وکلّا ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے (نعوذ باللہ منہ) اور

جو کوئی ختم نبوّت کا انکار کرے وہ کافر ہے، ختم نبوّت اسلام کے بنیادی عقائد میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) نے اپنے رسالہ "تحذیر النّاس" میں نہایت واضح طور پر حضور اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کی خاتمیت کو ثابت کیا ہے جس کا خلاصہ یہ کہ آپ زمانہ کے لحاظ سے بھی خاتم النّبیّن ہیں اور ذات کے لحاظ سے بھی خاتم النّبیّن ہیں آپ ہی فرد اکمل و یگانہ اور دائرۂ رسالت و نبوّت کے مرکز بھی ہیں۔ لہٰذا آپ صلّے اللہ علیہ وسلّم خاتم النّبیّن ہیں ذاتاً بھی اور زماناً بھی۔

نوٹ :۔ مسئلہ ختم نبوّت پر جیسی ہمارے علماء نے علمی خدمات انجام دی ہیں اس کی نظیر شاید و باید ہی کہیں اور طبقات میں ملے۔ "تحذیر النّاس" مؤلفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ؒ۔ "ختم نبوّت" مؤلفہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب ؒ مفتی اعظم ہند و پاکستان۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ایسی مدلّل و مکمّل کتاب ہے جس نے قادیانیت پر قیامت ڈھا دی۔

سوال ۱۱ :۔ کیا آپ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ حضور اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کو ہم پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے؟ اور کیا آپ حضرات میں سے کسی نے اپنی کتاب میں ایسا لکھا ہے؟

جواب :۔ ہم اور ہمارے شیوخ میں سے کسی کا بھی ایسا عقیدہ نہیں ہے اور نہ کسی مسلمان کا ہو سکتا ہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی بھی ضعیف الایمان شخص ایسی خرافات اپنی زبان سے نکالتا ہو۔ اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہو وہ حدودِ اسلام سے خارج ہو گیا۔ ہماری اور ہمارے سارے بزرگوں کی کتابیں ایسے واہی تباہی عقیدے سے بیزار ہیں اور جو شخص ایسے واہیات و خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر الزام لگاتا ہے وہ جھوٹا، مفتری کذّاب ہے نبی کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم کا

افضل البشر ہونا ایسا قطعی اور واضح عقیدہ ہے جس میں کسی مسلمان کو شک نہیں۔
(حاسدوں نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے جو بدترین جھوٹ ہے)۔

سوال ۱۲:۔ کیا آپ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کو صرف احکام شرعیہ کا علم تھا؟ یا آپ کو وہ علوم و اسرار عطا ہوئے تھے جو مخلوق میں کسی کو بھی نہیں دیئے گئے؟

جواب:۔ ہم اور ہمارے شیوخ واکابر قلب وزبان سے اس بات کے قائل ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم اللہ کی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ علم والے ہیں آپ کے علوم و معارف میں کوئی بھی آپ کے برابر نہیں نہ کوئی نبی مرسل نہ مقرب فرشتہ۔ آپ کو اوّلین و آخرین کا علم عطا کیا گیا مخلوق میں علمی خزائن آپ ہی کو دیئے گئے۔ آپ پر اس بارے میں اللہ کا فضل عظیم ہوا ہے۔

سوال ۱۳:۔ کیا آپ حضرات کی یہ رائے ہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے علم سے زیادہ وسیع تر ہے۔ اور کیا آپ نے کسی مضمون یا کتاب میں یہ خبیث بات لکھی ہے؟ اور جس کا یہ عقیدہ ہو اُس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس بارے میں ہم لکھ چکے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے علوم و معارف و اسرار الٰہیہ علی الاطلاق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تمام مخلوقات سے زیادہ ہیں اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں فلاں شخص آنحضور صلے اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ یا برابر علم والا ہے وہ کافر ہے ایسے شخص کے بارے میں ہمارے مشائخ نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔
بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ خبیث مضمون کیونکر آسکتا ہے، ذرا غور فرمایئے ادنیٰ مسلمان کو شیطان مردود پر ہر طرح شرف و فضیلت حاصل

ہے چہ جائیکہ نبی مُرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و بزرگی؟

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

اس کی صراحت ایک نہیں ہمارے سینکڑوں علماء و مشائخ نے بارہا کی ہے اس کے باوجود بھی ہم پر بہتان لگایا جاتا ہے۔ ایسے لوگ یوم جزاء سے بے خوف ہوگئے ہیں۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے علم مبارک کو شیطان مردود کے علم سے تشبیہ دینا یا اس جیسا عنوان بیان کرنا سراسر بے دینی و گستاخی ہے۔ نعوذُ باللہ منہ

مزید ثبوت کے لئے "براہین قاطعہ" مؤلفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث اور "بسط البنان" مؤلفہ حکیمُ الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اس کے علاوہ کتاب "السحاب المدرار" ص۴۸ ملاحظہ فرمائیے۔

سوال ۱۴: کیا آپ حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کا علم زید و بکر اور جانوروں کے علم جیسا ہے؟ یا پھر اس خرافات سے آپ حضرات بُری ہیں؟ اور کیا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے رسالہ "حفظ الایمان" میں ایسا مضمون لکھا ہے؟ اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: میں کہتا ہوں یہ بھی ان لوگوں کا افتراء و کذب ہے انھوں نے مولانا تھانوی کے کلام کے معنی کو بدلا اور اُن کی مُراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خود حضرت تھانوی نے اس عقیدے کی تردید تحریراً و تقریراً کی ہے اور ایسے مضمون سے بیزارگی ظاہر کی ہے لیکن یہ جھوٹے لوگ برابر یہی الاپتے رہے کہ تھانوی نے ایسا ہی لکھا ہے اور اسکا یہی مطلب ہے۔ نعوذُ باللہ منہ

خود مولانا تھانوی نے اپنی کتاب "بسطُ البنان" ص۵ پر صراحت کردی

ہے کہ میں نے یہ خبیث مضمون (جو میری طرف منسوب کیا گیا ہے) کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے اور لکھنا تو در کنار میرے قلب میں اس مضمون کا کبھی وسوسہ بھی نہیں گزرا، جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہً یا اشارۃً یہ بات کہے اس شخص کو خارج اسلام سمجھتا ہوں۔

دراصل علّامہ تھانوی ؒ نے اپنے مختصر رسالہ "حفظ الایمان" میں سوال کرنے والے کے تین سوالات کا جواب لکھا ہے جو اُن سے پُوچھے گئے تھے۔

پہلا سوال :۔ قبروں کو تعظیمی سجدہ کرنا کیسا ہے ؟

دوسرا سوال :۔ مزارات کا طواف کرنا کیسا ہے ؟

تیسرا سوال :۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو عالمُ الغیب کہنا درست ہے یا نہیں ؟

مولانا تھانوی ؒ نے عالمُ الغیب کے بارے میں جواب دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ قرآن وحدیث میں لفظ غیب کا استعمال ایسے علم کے لئے آیا جو ذاتی ہو یعنی بغیر کسی ذریعہ وسیلہ کے حاصل ہو۔ (جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم)

اور رسولوں ونبیوں کو جو علم دیا جاتا ہے وہ وحی یا الہام کے ذریعہ دیا جاتا ہے لہٰذا ایسے علم کو غیب نہیں کہا جائے گا۔ اگر نبیوں کے علم کو بھی غیب کہا جائے تو علم الٰہی سے التباس پیدا ہوگا۔ یعنی اللہ اور نبیوں کا علم یکساں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ علم غیب صرف خاصہ خداوندی ہے۔ لہٰذا رسولوں کو علم دیئے جانے کی بنیاد پر اُنھیں عالمُ الغیب کہنا مناسب نہیں۔ قرآن حکیم میں علم غیب کو اللہ نے خاص اپنے لئے فرمایا ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ الآیہ (سورۃ النمل آیت ۶۵)

ترجمہ :- زمین و آسمانوں میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تبارک تعالیٰ کے۔

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ
وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۔ الآیہ (سورۂ اعراف آیت ۱۸۸)

ترجمہ :- اور اگر میں (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) عالم الغیب ہوتا تو بہت سارا خیر جمع کر لیتا اور مجھکو کوئی برائی نہیں پہنچ سکتی۔

اس مضمون کی کئی آیات ہیں جن میں وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ غیب صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے خاص ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفت ہے جیسے موت وحیات وغیرہ کی صفت صرف اللہ کے لئے خاص ہیں اس صفت میں کوئی بھی شریک نہیں۔

البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ جو علم اپنے نبیوں ورسولوں کو عطا فرماتے ہیں وہ "اِطِّلَاعَ عَلَی الْغَیْبِ" ہے۔ علم غیب نہیں، اَلْغَیْبُ اللہ تعالیٰ کی خاص ذاتی صفت ہے۔ قرآن حکیم نے نبیوں کے علم کی یہی حقیقت بیان کی ہے کہ انھیں جو علم دیا جاتا ہے وہ علم غیب نہیں اِطّلاع علی الغیب ہے (یعنی بعض غیب کی باتیں اُن پر کھول دی جاتی ہیں) وہ آیت شریفہ یہ ہے :

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ الآیہ (سورۂ آل عمران آیت ۱۷۹)

ترجمہ :- اور نہ اللہ تمھیں غیب پر مطلع کرنے والا ہے البتہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے انتخاب کر لیتا ہے (یعنی بعض اُمورِ غیب کی اطلاع کے لئے)۔

یہی حقیقت دوسری آیت میں بیان کی گئی ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا (سورۃ الجن آیت ۲۶)

یہاں اِظْہَارُ عَلَی الْغَیْبِ کہا گیا دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اِطِّلَاعَ عَلَی الْغَیْب

اِظْهَارْ عَلَی الْغَیْب (اطلاع یا اظہار غیب صرف نبیوں کو دیا جاتا ہے)
اب رہا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے علم شریف کو زید، عمر، بکر یا حیوانات کے علم کے جیسا قرار دینا حاشا و کلّا کوئی بھی مسلمان ایسی جرأت نہیں کرسکتا چہ جائیکہ مولانا تھانوی" جیسا عالم و فاضلِ زمانہ (ایسی بکواس کرے نعوذ باللہ منہ).
ہمارے سارے علماء و مشائخ اس تصوّر سے بری ہیں اور خود حضرت تھانوی" نے اپنے رسالہ" بسط البنان" میں صراحتہً لکھدیا ہے کہ جو شخص فخرِ بنی آدم حضور اکرم سیّدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے علم شریف کو کسی مخلوق کے برابر یا مُماثل بتائے وہ شخص اسلام سے خارج ہے، مگر باوجود اِن تصریحات کے یہ بریلی کا طبقہ برابر وہی الزام لگائے جارہا ہے۔ اللہ انکو ہدایت دے۔ (گمراہی میں بہت دُور چلے گئے).

سوال ۱۵:۔ کیا آپ حضرت اس بات کے قائل ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کا ذکر ولادت شرعًا بُری بات یا حرام ہے؟

جواب:۔ حاشا و کلّا ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں جو حضور اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کے ذکرِ ولادت کو بُرا یا بدعت حرام کہے، ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ آپ کے نعلین شریفین کا تذکرہ بھی باعثِ برکت و سعادت ہے۔ اسی طرح اُن جملہ احوال کا ذکر جن کا آپ کی ذاتِ اقدس سے تعلق ہے باعثِ رحمت و ثواب دارین کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب "براہینِ قاطعہ" (مؤلفہ مولانا خلیل احمد صاحب محدّث") میں متعدد جگہ لکھا ہے۔
علاوہ ازیں ہمارے مشائخ کے فتاویٰ میں اِس کا جواز نقل کیا گیا ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق صاحب محدّث دہلوی" کے شاگرد مولانا احمد علی صاحب

محدث سہارنپوری" کا فتویٰ درج کیا جاتا ہے جو ہمارے تمام مشائخ کے استاذ الکل ہیں کسی نے مولانا سے پوچھا تھا، مجلسِ میلاد کس طرح جائز اور کس طرح ناجائز ہے؟

مولانا نے لکھا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت شریف باعثِ خیر و برکت ہے لیکن اس میں چند اُمور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اوّل :۔ ولادتِ شریفہ کا ذکر صحیح صحیح روایات سے ہو۔

دوم :۔ نمازوں کے اوقات کا لحاظ رکھتے ہوئے ہو (یعنی اس عمل سے نمازیں قضا یا مؤخر نہ ہوں)۔

سوم :۔ اُسی طریقے سے ہو جو خیرُ القرون (دورِ صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کے دور میں پایا جاتا تھا۔

چہارم :۔ اُن آداب کے ساتھ ہو جو صحابۂ کرام کی سیرت میں ملتے ہوں۔

پنجشم :۔ اُس مجلس میں مُنکراتِ شرعیہ نہ ہوں (جیسے ساز وراگ، مرد عورتوں کا اجتماع، آرائش و چراغاں وغیرہ)

ششم :۔ اخلاص و نیک نیّتی سے ہو (رسم و رواج یا نام و نمود و شہرت کی نیّت سے نہ ہو)۔

ہفتم :۔ اس ذکرِ خیر کے لئے کوئی مخصوص دن تاریخ متعین نہ کی جائے (کہ ہر سال انہی تاریخوں میں ذکر ولادت منائی جاتی ہو)۔

الغرض ذکر مولود حدود کے ساتھ ہو تو یہ ذکر باعثِ سعادت ہے بھلا ایسے ذکر کو کون منع کرے گا۔ ہم پر یہ الزام و تہمت ہے کہ ہم مولود شریف کے ذکر کو منع کرتے ہیں، البتہ ہم اُن ناجائز اُمور سے منع کرتے ہیں جو مولود شریف میں شامل و رائج ہو گئے ہیں۔

ہمارے علاقوں میں مولود شریف پڑھنے والے وہ لوگ ہیں جو

پیشہ ور قسم کے قوّال، داڑھی منڈے، بے نمازی جنھیں نہ جنابت کی خبر نہ طہارت کا پاس و لحاظ، منہ میں سگریٹ کی بدبو، چہرے پر لعنت، یہ لوگ رات رات بھر گلے ملا ملا کر آوازیں نکالتے ہیں، تو وہ بھی نماز نہیں پڑھتے اوروں کی نمازوں کو بھی غارت کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ آجکل عورتیں بھی رنگ برنگ کی آوازوں سے راگ راگنی کی طرح میلاد پڑھتی ہیں جبکہ مَردوں کی موجودگی میں ان کو قرآن شریف بھی آواز سے پڑھنا منع ہے۔ ایسے میلاد کو اگر منع نہ کیا جائے تو کیا اس کی ہمت افزائی کرنی چاہیئے؟ (اللہ انھیں ہدایت دے۔ آمین)

نوٹ:۔ ذکرِ میلاد کی مستند کتاب "نشر الطیب" مؤلفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی" مطالعہ کیجیئے)۔

سوال ۱۶:۔ کیا آپ حضرات نے اپنی کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ذکرِ ولادت جنم اشٹمی کی طرح ہے؟

جواب:۔ یہ بھی اُن جھوٹوں کا ایک اتہام اور پروپیگنڈہ ہے جو ہم پر لگایا جاتا ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک پسندیدہ اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ وہ آپکے ذکر شریف کو معاذ اللہ کافروں کے عمل جیسا قرار دے؟

جن جھوٹوں نے یہ مضمون مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی محدث رح کی جانب منسوب کیا ہے وہ بدترین جھوٹ اور ناپاک الزام ہے۔ مولانا گنگوہی رح مجلسِ میلاد کے موجودہ منکرات بیان کر کے لکھتے ہیں۔

بعض لوگ ذکرِ ولادت کے وقت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بوقت ذکر شریف مجلسِ میلاد میں تشریف لاتے

ہیں اور پھر اس تصوّر کے ساتھ وہ لوگ فوری کھڑے بھی ہو جاتے ہیں ایسے لوگ غلطی میں مبتلا ہیں، یہ قیام بلا دلیل شرعی ہے۔ (یعنی قرآن وحدیث سے اِس کا ثبوت نہیں ملتا) دراصل ایسے لوگوں کو غیر مسلموں کے یومِ ولادت سے دھوکہ ہوا یا شیعہ و روافض کے عمل سے دھوکہ ہوا جب کہ یہ لوگ ایسے موقعوں پر یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو اپنے نبی محترم صلے اللہ علیہ وسلّم کے ذکرِ ولادت کو اس طرح ادا نہ کرنا چاہیئے جس طرح غیر مسلم ادا کرتے ہیں اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ شرعاً بُرا ہے۔

حضرت شیخ رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے ہندوستانی جاہلوں کے اس باطل عقیدے کا انکار کیا ہے نہ کہ ذکرِ ولادت شریف کی نفی کی ہے، ہم اور ہمارے سارے مشائخ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کی اہانت کو بھی موجبِ کفر سمجھتے ہیں۔

اللہ ان مفسدوں کو ہدایت دے۔ (بغض و عناد میں اندھے ہو گئے ہیں)۔

مزید ثبوت کے لیئے کتاب "خیر الثمال" مؤلفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ مطالعہ کیجیئے۔

سوال ۱۷: شریعت کے اصول وفروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد ہونا کیسا ہے؟

جواب: موجودہ زمانے میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ کسی ایک امام کی تقلید کی جائے کیونکہ ہمارا بارہا کا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور از خود قرآن وحدیث سمجھنے کی سعی اور خواہش عموماً بے دینی و گمراہی اور نئے اجتہادات اور فتنوں کا باعث بنی ہے (لہٰذا عوام کیلئے تقلید ضروری ہے)۔

سوال ۱۸ :۔ کیا کسی ایک امام کی تقلید مستحب (بہتر) ہے یا واجب (ضروری) ہے ؟

جواب :۔ چاروں ائمہ ھُدیٰ میں سے کسی ایک کی تقلید اس زمانے میں (عوام کے لئے) ضروری بلکہ واجب کے قریب ہے۔

سوال ۱۹ :۔ آپ حضرات کس امام کے مقلّد ہیں ؟

جواب :۔ ہم اور ہمارے تمام اساتذہ کرام دین کے اُصول و فروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ ؒ کے مقلّد ہیں۔

نوٹ :۔ جواب ۱۷، ۱۸، ۱۹ کی مزید تفصیل کے لئے "الاقتصاد فی التقلید وَالاجتھاد" مؤلّفہ حکیمُ الامّت اشرف علی صاحب تھانوی ؒ ۔ "سبیلُ الرّشاد" مؤلّفہ رشید احمد صاحب گنگوہی ؒ ۔ "توثیقُ الکلام" کا مطالعہ کیجئے۔

سوال ۲۰ :۔ امام محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُن کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے ؟ اور کیا آپ حضرات بھی اُنکی طرح اپنے آپکو مومنین اور دوسروں کو مشرکین خیال کرتے ہیں ؟

جواب :۔ امام محمد بن عبدالوہاب یا ان کا کوئی شاگرد و تابع ہمارے بزرگوں کے کسی بھی سلسلے میں شامل نہیں۔ نہ ہمارے علمی سلسلے (تفسیر و حدیث وفقہ) میں نہ سلوک و تصوّف میں۔ علاوہ ازیں، ہم اِن کے بعض خیالات سے اتفاق بھی نہیں رکھتے۔ رہا سلف صالحین یا عام مسلمانوں کو کافر یا مُشرک کہنا یہ ہمارا طریقہ نہیں بلکہ ایسا کہنا ہمارے نزدیک بے دینی کی بات ہے۔ ہم تو اُن بدعتیوں کو جو اہل قبلہ ہیں جب تک اُصول دین کا انکار نہ کریں کافر نہیں سمجھتے یہی ہمارا طریقہ ہے۔

سوال ۲۱ :۔ کیا شیخ رشید احمد گنگوہی نے اپنی کسی کتاب یا فتویٰ میں

لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے؟ یا یہ بات ان پر جھوٹ بہتان ہے؟ اگر بہتان ہے تو پھر اُس بریلوی (رضا احمد خان) کی بات کا کیا جواب ہے؟ کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پاس رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کا فوٹو ہے جسمیں یہ بات لکھی ہوئی ہے؟

جواب: حضرت شیخ اجلّ مولانا رشید احمد گنگوہی کی جانب اِن لوگوں نے یہ بات منسوب کردی ہے اور اس کو شہرت دے دی حالانکہ یہ نہایت صریح کذب اور دجل وفریب ہے (اللہ انھیں ہلاک کرے) حضرت شیخ اجلّ پر ان جھوٹوں کا یہ سب سے بڑا الزام وتہمت ہے۔ حضرت مولانا اس زندیقیّت والحاد وبے دینی سے بَری ہیں۔

خود حضرت گنگوہی کا فتویٰ اس تہمت کی تردید کررہا ہے جس پر مکّۃ المکرّمہ کے علماء کی دستخطیں ثبت ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ صفحہ ۱۱۹ پر اسی سوال کے جواب میں مولانا گنگوہی لکھتے ہیں:

> اللہ تعالیٰ کذب (جھوٹ) سے پاک ومُنزّہ ہے اس کے کلام میں کذب تو کیا کذب کا شائبہ بھی نہیں، خود اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ الآیۃ (اللہ سے بڑھکر سچّا کون ہے؟) اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے (کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے) وہ قطعی کافر ملعون ہے اور کتاب اللہ وسُنّت رسول اللہ اور اجماعِ اُمّت کا مخالف ہے۔ یہی تمام اُمّت کے علماء کا عقیدہ ہے۔

اور یہ جو بریلوی عالم کہتا ہے کہ اُس کے پاس حضرت مولانا گنگوہیؒ کے

فتویٰ کا فوٹو ہے سراسر جعل سازی، دھوکہ فریب، مکر و مکاری کے سوا کچھ نہیں اس جھوٹے کا کام ہی یہی ہے کہ علمائے اُمت کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر کفر کا فتویٰ تیار کرتا ہے۔ ۱۳۲۳ھ م ۱۹۰۵ء میں دارالعلوم دیوبند کے ایک اُستاذ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری نے مولانا گنگوہی سے اس جعلی فوٹو کی حقیقت دریافت کی تھی۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے اُس کا جواب دیا۔

یہ سراسر افترا، و تہمت و بہتان ہے۔ میں نے نہ کبھی ایسا فتویٰ دیا ہے اور نہ دے سکتا ہوں۔

("السحاب المدرار" "تزکیۃ الخواطر" مؤلفہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ)

سوال ۲۲:۔ کیا آپ حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام میں وقوعِ کذب کا امکان ہے؟

جواب:۔ ہم اور ہمارے سارے مشائخ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو بھی کلام صادر ہوا ہے وہ یقیناً سچا، حقیقت کے مطابق ہے اللہ کے کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ تک نہیں۔ اور جو کوئی اسکے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں کذب کا وہم کرے وہ کافر، بے دین ہے ایسے شخص میں ایمان کا شائبہ تک نہیں۔

سوال ۲۳:۔ کیا آپ حضرات نے اپنی کسی کتاب میں اشاعرہ (عقائد اہل سنّت والجماعت کے علماء) کی طرف امکانِ کذب منسوب کیا ہے؟ (کہ یہ علماء اِس کے قائل تھے) اور اگر کیا ہو تو اُس سے کیا مُراد ہے اور اسپر کیا دلیل ہے؟ حقیقتِ حال سے ہمیں مطلع کیا جائے؟

جواب:۔ اُوپر کے جواب سے واضح ہو گیا کہ ہم اور ہمارے مشائخ

واسا تنزہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام میں کذب تو کجا اُس کے شائبہ اور واہمہ کا بھی تصور نہیں کرسکتے تو پھر علماء اشاعرہ کی جانب یہ بات ہم کیسے منسوب کرسکتے ہیں، خصوصاً جبکہ ہم اصول وفروع میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے مُقلّد ہیں۔

امکان کذب کا مسئلہ نہ بریلویت سے تعلق رکھتا ہے نہ کسی فرقہ وجماعت سے، بُغض وعناد میں بریلوی علماء نے دیوبند کی طرف منسوب کردیا ہے یہ ایک خالص فلسفی وکلامی بحث ہے جس سے ہر اہلِ علم واقف ہے، اس مسئلہ کی اصل کتابیں "شرح مواقف"، "شرح مقاصد"، "مُسامرہ"، "تحریر الوصول" وغیرہ موجود ہیں اس کا تعلق فلسفی ومنطقی اہل علم سے ہے دین وشریعت سے اسکا تعلق نہیں عوام الناس کو اس کی گرد بھی نہیں ملتی، احمد رضا خان نے جاہلوں کی تائید ونصرت لینے کے لئے اپنے الزامات میں اس کو بھی شریک کردیا۔

سوال ۲۴:۔ آپ حضرات قرآن مجید کی ان جیسی آیات کا کیا مطلب لیتے ہیں؟

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی الآیۃ اللہ تعالیٰ عرش پر متمکن ہے۔

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ۔ الآیۃ اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے (غالب ہے)۔

جواب:۔ اس قسم کی آیات میں ہمارا مسلک وہی ہے جو سلف صالحین کا تھا اور وہ یہ کہ ہم ایسی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بحث ومباحثہ نہیں کرتے، ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مخلوقات کے اوصاف سے پاک ومُنزّہ ہے جیسا کہ متقدمین عُلماء کی رائے ہے۔

امام مالکؒ کی مجلس میں ایک شخص نے اِستوار علیٰ العرش کی بحث چھیڑ دی، امام صاحبؒ نے جواب دیا۔ اِستوآر کی حقیقت ثابت ہے، اُس کی کیفیت و نوعیت پوشیدہ ہے۔ اس میں بحث کرنا بدعت ہے، پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، اس بدعتی کو باہر کر دو۔ (یعنی یہ فتنہ پرور معلوم ہوتا ہے)

البتہ متاخرین علمار نے ان آیات کا ایک یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے تاکہ عام مسلمان اسکو سمجھ لیں وہ یہ کہ اِستوآر سے غلبہ اور قوّت مُراد ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ عرش پر جوکہ اس کی مخلوقات میں سب سے بڑی مخلوق ہے، غالب اور باقوّت ہے۔

اِسی طرح یَدُ اللہ (اللہ کا ہاتھ) سے قدرت وطاقت مُراد ہے (یعنی اللہ کی قدرت وطاقت مخلوقات کی قدرت وطاقت سے بالاتر ہے۔

وَاللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۲۵ :۔ کیا آپ حضرات اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے جہت ومکان (سمت) ثابت کرتے ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص جگہ یا خاص سمت میں منحصر ہو جاتا ہے؟

جواب :۔ ہم اور ہمارے شیوخ واکابر اس قسم کا اعتقاد نہیں رکھتے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جگہ ہے وہ کسی خاص سمت یا مکان میں منحصر نہیں (جیسا کہ انسان محدود ہوتا ہے) وہ مخلوقات کی تمام صفات سے پاک ومنزّہ ہے جیسا کہ اس بارے میں سلف صالحین کا عقیدہ ہے۔

سوال ۲۶ :۔ آپ حضرات قادیانی (غلام احمد) کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں جس نے مسیح ونبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ سوال اس لئے

کیا جارہا ہے کہ یہ بریلوی لوگ آپ حضرات کی جانب یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ آپ حضرات اس سے محبت رکھتے ہیں اور اسکی تعریف کرتے ہیں؟

جواب :- ہم اور ہمارے سارے مشائخ واکابر، قادیانی کے بارے میں یک زبان ہیں ان سب نے اس کے خارج از اسلام ہوجانے کا فتویٰ دیا ہے۔ اس مسئلہ میں ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ اس نے نبوّت و مسیحیّت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السّلام کو آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے کا انکار کیا ہے۔

ہمارے سرپرست مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ شائع ہوچکا ہے جو ہر ایک کے پاس یہاں موجود ہے۔

اب رہا ان بریلی علماء کا اعتراض کہ ہم نے قادیانی کی تعریف کی ہے اور اُس سے محبّت کا اظہار کیا ہے (یہ بھی جھوٹ ہے) اس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ ابتداءً جب قادیانی نے اسلام کی تبلیغ شروع کی اور یہود ونصاریٰ کے خلاف مہم جاری رکھی، اور اسلامی دلائل کے ذریعہ ان مذاہب کی تردید کر رہا تھا تو ہم نے حُسنِ ظن کے پیشِ نظر اس کی تائید کی اور اپنی تحریرات میں اس خدمت پر اظہار مسرّت کیا تھا، لیکن رفتہ رفتہ قادیانی نے اپنے بارے میں مختلف دعوے شروع کردیئے تو ہم محتاط ہوگئے۔

یہ بات پیشِ نظر رہے کہ قادیانی نے روزِ اوّل ہی اپنی مسیحیت یا نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ قدم بہ قدم آگے بڑھتا رہا۔ شروع میں ایک خادمِ دین، مبلّغِ اسلام کی شکل میں اپنی زندگی کا آغاز کیا، پھر کچھ عرصہ بعد خود کو "مُصلحِ اُمّت" ظاہر کیا، اس کے بعد "مجدّدِ ملّت" ہونے کا اعلان کیا اسکے بعد "مہدیٔ آخرالزّماں" ہونے کا اعلان کیا، پھر کچھ عرصہ بعد "مسیحیّت" کا دعویٰ کیا، آخرکار "نبی" بن بیٹھا،

چنانچہ اسکی تصنیفات سے یہ منازل ظاہر ہیں۔

یہ بریلوی لوگ دراصل ہمکو بدنام کرنے اور آپ حضرات کی تائید و نصرت لینے کے لئے ہماری کتابوں کی اُن تحریرات کو ڈھونڈ نکالا جو ہم نے قادیانی کے ابتدائی دور میں لکھی تھیں (جبکہ وہ یہود و نصاریٰ کے خلاف تحریری جنگ کر رہا تھا) بیشک ہم نے اُس وقت اُس کی جد وجہد کی تعریف کی تھی (وہ اُس وقت صرف ایک "خادم اسلام" کی شکل میں نمودار ہوا تھا) اسی طرح یہ بریلوی حضرات نے آپ حضرات کو ہماری پہلی عبارتوں سے دھوکہ دیا اور اپنے مقصد کی خاطر آپ حضرات کو تاریکی میں اور آپ کی دستخطیں حاصل کر لیں، اِس طرح وہ اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْمَاكِرِيْن۔

یہ حقیقت ہے اُس اعتراض کی جو انھوں نے آخرت کے خوف سے بے نیاز ہو کر ہم پر لگایا ہے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔

نوٹ :- اگر ہم قادیانی کو حق پر سمجھتے تو پھر اُسکو اور اُسکی تحریک کو کفر، زندقیت بے دینی و الحاد کیوں قرار دیتے ؟ اور آج بھی قادیانی کے بارے میں ہمارا اور ہمارے سارے اکابر و مشائخ کا وہی فتویٰ ہے جو ہم نے آپکے سوال ۲۶ میں لکھا ہے۔ الغرض یہ سارے جوابات جو ہمارا عقیدہ ہیں اور یہی ہمارا دین و ایمان ہیں۔

اگر یہ جوابات حق و درست ہوں تو براہ کرم تائید فرما کر اپنے دستخط سے مزین فرمائیں اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو بھی حق بات ہو ہمیں تحریر فرمائیں انشاء اللہ ہمکو حق قبول کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا۔ والسلام

کتبہ خادم الطلبۃ

(محدث) خلیل احمد (مظاہر علوم سہارنپور۔ یوپی)

۱۸ شوال۔ بروز دوشنبہ ۱۳۲۵ھ م ۱۹۰۷ء

عُلمائے ہند کے تائیدی دستخط

اِن چھبیس ۲۶ سوالات کے جوابات پر ہندوستان (دیوبند، سہارنپور، دہلی، ندوہ، لکھنؤ وغیرہ) کے عُلماء کرام کے دستخط موجود ہیں، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب محدّث، حکیم الامّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، مولانا میر احمد حسن صاحب امروہوی، مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری، مولانا محمد حسن صاحب دیوبندی، مولانا قدرت اللہ صاحب مُرادآبادی، مولانا محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا غلام رسول صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد سہول صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند، مولانا عبدالصمد صاحب بجنوری مدرس دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد عبدالحق صاحب دہلوی، مولانا ریاض الدّین صاحب میرٹھی، مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلی، مولانا ضیاء الحق صاحب دہلی، مولانا محمد قاسم صاحب دہلی، مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی، مولانا سراج احمد صاحب میرٹھی، مولانا محمد الحق صاحب میرٹھی، مولانا حکیم محمد مصطفٰے صاحب بجنوری، مولانا حکیم محمد مسعود صاحب گنگوہی، مولانا محمد یحییٰ صاحب سہارنپور، مولانا محمد کفایت اللہ صاحب سہارنپور۔

عُلمائے حرمین شریفین مصر، شام، دمشق حلَب کی تصدیقات

محدّثِ کبیر مولانا خلیل احمد صاحب ناظم مظاہر علوم سہارنپور کے جوابات پر مکۃ المکرّمہ، مدینہ منوّرہ، مصر، شام، دمشق، حلَب کے علماء کرام نے نہایت عزّت واحترام سے اپنی تائید وتوثیق کا اظہار فرمایا۔ اور جواب لکھنے والے محدّث کبیر کی جلالت علمی وعملی واعتقادی پر اپنا اعتماد ظاہر کیا اور دُعائیں دیں اور اپنے دستخط سے جوابات کو حق وصواب قرار دیا۔

ذیل میں اِن سب حضرات کے اسمار گرامی درج ہیں۔

تصدیق[1] فضیلۃ الشیخ محمد سعید بابصیل الشافعی
مُفتی وامام وخطیب مسجدُ الحرام مکّۃُ المکرّمہ

یہ جوابات جو سوالات مذکورہ کے متعلق لکھے گئے ہیں میں نے غور سے دیکھے، نہایت دُرست وصحیح ہیں۔ حق تعالیٰ لکھنے والے عزیز یکتا شیخ خلیل احمد ادام اللہ سعدہٗ کی تحریر مشکور فرمائے اور ان کی جلالتِ شان کو دارین میں باقی رکھے، اور اِن کے ذریعہ گمراہوں وحاسدوں کو رُسوا کرے۔ آمین

تصدیق[2] فضیلۃ الشیخ احمد رشید الحنفی مکّۃ المکرّمہ

کتاب وسُنت کے مطابق جواب لکھا گیا ہے، حق وباطل کو واضح کیا گیا، جوابات میں اہلِ عقل کے لئے نصیحت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جواب کو قبول فرمائے۔ جو لکھا ہے وہ حق ودُرست ہے۔

تصدیق فضیلۃ الشیخ محمد صدیق الافغانی المکی مکۃ المکرمہ

جو جوابات شیخ خلیل احمد نے لکھے ہیں وہ حق و صحیح ہیں، اس میں کچھ شک نہیں، یہی عقیدہ ہمارے تمام مشائخ کرام کا رہا ہے۔

تصدیق فضیلۃ الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ مکۃ المکرمہ

ان چھبیس [۲۶] سوالات اور ان کے جوابات کو غور سے دیکھا ھُوَ الحقُّ المُبِین یہی حق و درست ہے۔ جواب لکھنے والے فضیلۃ الشیخ حاجی خلیل احمد ہمیشہ سعادت نصیب رہیں۔ آمین

تصدیق فضیلۃ الشیخ محمد علی بن حسین المالکی

محقق یگانہ علامہ خلیل احمد نے ان چھبیس [۲۶] سوالات پر جو کچھ لکھا ہے تمام علمائِ حق کے ہاں درست و حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

تصدیق فضیلۃ الشیخ سید احمد برزنجی شافعی
مفتی آستانہ نبوی مدینہ منورہ

علمائے ہند کے مشہور علمائے کرام میں ایک فاضل محقق علامہ شیخ خلیل احمد کی زیارت سے ہم مشرف ہوئے جبکہ وہ زیارتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تشریف لائے تھے۔

انھوں نے ایک رسالہ پیش کیا جنمیں اُن سوالات کے جوابات تھے جو انکے مسلک وعقیدے کے بارے میں لکھے گئے تھے، اسمیں ایک بات بھی ایسی نہیں جو غلط یا گمراہی ہو۔

تصدیق فضیلۃ الشیخ احمد بن محمد خیر الشنقیطی المالکی المدنی

مدینہ منورہ

صاحبِ تحقیق و تدقیق علامہ شیخ خلیل احمد کے جوابات کا مطالعہ کیا، جوابات مذہب اہلِ سنّت کے موافق ہیں، اللہ تعالیٰ لکھنے والے کے شاملِ حال رہے۔ آمین

تصدیق فضیلۃ الشیخ سلیم البشری

شیخ الجامعۃ الأزہر --- مصر

اس باعظمت رسالہ کو پڑھا جس میں عقائد صحیحہ جمع کئے گئے ہیں، یہی عقائد اہل سُنّت والجماعۃ کے ہیں۔

تصدیق فضیلۃ الشیخ محمد ابو الخیر المعروف ابن عابدین

نواسہ علامہ شامی (دمشق)

فاضل مکرم کا جواب لائقِ تقلید ہے۔ عُمدہ جوابات ہیں جو بلا شُبہ اہل سُنّت والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ لکھنے والے کو جزائے دارین عطا فرمائے۔ آمین

تصدیق فضیلۃ الشیخ مصطفیٰ بن احمد الشطی الحنبلی

دمشق (شام)

علامہ فاضل نے جو جوابات تردید وہابیت میں لکھے ہیں وہ عُلمائے حنبلی کے موافق ہیں اور دُرست ہیں۔
اللہ تعالیٰ خیر عطا فرمائے۔ آمین

تصدیق[۱۱] فضیلۃ الشیخ محمود رشید العطار تلمیذ شیخ بدر الدین محدث شامی

جوابات پر مطلع ہوا جو نہایت جامع و باعظمت ہیں اللہ تعالیٰ لکھنے والے کو جزائے خیر دے۔ آمین

تصدیق[۱۲] فضیلۃ الشیخ محمد سعید الحموی

ان جوابات کو میں نے اپنے اور اپنے مشائخ کے عقیدوں کے مطابق پایا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

تصدیق[۱۳] فضیلۃ الشیخ علی بن محمد الدلال الحموی

جوابات پر مطلع ہوا جو اہل سنّت کے موافق ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو مشائخ اہل سنّت والجماعۃ کے خلاف ہو۔

تصدیق[۱۴] فضیلۃ الشیخ محمد ادیب الحورانی

ان عمدہ اور قابل فخر جوابات پر مطلع ہوا جو اہل سنّت کے موافق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے اور انکی تائید فرمائے۔ آمین

تصدیق[۱۵] فضیلۃ الشیخ عبد القادر

فضیلۃ الشیخ خلیل احمد کے جوابات ہم نے پڑھے جو عقائد اہل سنّت والجماعۃ کے مطابق ہیں اور جو غلطی سے پاک ہیں جس پر کسی کی تردید نہیں کی جاسکتی، ہم شیخ مذکور کے شکر گذار ہیں۔

تصدیق[۱۶] فضیلۃ الشیخ محمد سعید

فاضل شیخ خلیل احمد کے جوابات پڑھے، میں نے ان کو اس اعتقاد کے مطابق پایا جس پر تمام علماء اسلام اور ائمہ دین قائم ہیں۔ یہ جوابات اس لائق ہیں کہ ان کو تمام مسلمانوں تک پہنچایا جائے۔

تصدیق فضیلۃ الشیخ محمد سعید تطفی [۱۷]

ان عمدہ جوابات کو پڑھا، جملہ جوابات حق و درست ہیں ہر شبہ سے پاک ہیں۔

تصدیق فضیلۃ الشیخ فارس بن محمد الشقفہ الشافعی الرفاعی [۱۸]

المدرس بحماہ (شام)

میں نے اس مبارک رسالہ کو پڑھا جو چھبیس [۲۶] جوابات پر مشتمل ہے جو پیشوائے زمانہ فاضل محقق شیخ خلیل احمد نے لکھے ہیں یہ تمام جوابات شریعت مطہرہ کے مطابق ہیں اور اگلے پچھلے تمام مشائخ کے عقائد کے مطابق، اللہ تعالیٰ لکھنے والے کو جزائے خیر دے۔ آمین

تصدیق فضیلۃ الشیخ مصطفیٰ الحداد الحموی [۱۹]

رسالہ مذکور کو پڑھا، جو چھبیس [۲۶] جوابات پر مشتمل ہے جنکو عالم فاضل شیخ خلیل احمد نے لکھا ہے۔ جملہ جوابات صحیح و درست ہیں اور یہی حق ہے اور اس کے خلاف باطل ہے۔

تمت بالخیر

فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

خادمُ الکتاب والسُّنّہ

عبدُ الرّحمٰن غفرلہٗ

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ م ۱۵ اپریل ۲۰۰۴ء یوم پنجشنبہ

حالِ مقیم جدّہ۔ (سعودی عرب) فون نمبر: ۶۸۹۶۰۵۹